

ان اللہ سیرفج لہذا الكتاب  
اتواماً وليصنع آخروين

اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بہت سی قوموں کو سر بلیند  
کرے گا اور بہت سی قوموں کو سر تنگوں (الحديث)

۸

# انوار القرآن

ایک انقلاب انگیز کتاب، ایک عہد آفریں پیغامِ حق!

تالیف

بشیر احمد خاں ایڈووکیٹ

مکتبہ شہیدانہ، ۲۲ اے شاہ عالم، لاہور

15456

آثار القرآن  
بشیر احمد خاؤر  
مکتبہ رشیدیہ لاہور  
شعانی پریس لاہور  
۱۴۴

نام کتاب  
نام مصنف  
ناشر  
مطبع  
صفحات  
قیمت سفید کاغذ ۳ روپے ۲۰ پیسے  
ذی قعدہ ۵۱۳۸۸

DATA ENTERED

# فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۸۳	قرآنی تعزیرات	۱	عرض مصنف
۸۶	قرآن کا نظام اقتصاد	۵	قرآن مجید (نظم)
۸۸	قرآن کا نظام اخلاق	۶	حرف آغاز
	قرآن کا نظام افکار و	۲۹	ترجمہ قرآن کا آغاز
۹۲	عقائد و اعمال	۲۳	ہندوستانی زبان میں تراجم
۹۷	تاریخ نزول قرآن		عربی زبان میں قرآن پاک
۱۰۲	قرآن پاک کی کتابت	۵۶	کے تراجم و تفاسیر
۱۰۶	ضروری اعداد و شمار	۶۷	عربی زبان میں تراجم و تفاسیر
	قرآن میں حروف تہجی	۷۵	ایک بنیادی نکتہ
۱۰۷	کی تعداد	۷۸	قرآن مقدس کی تعلیمات
۱۰۹	قرآن پاک غیروں کی نظر میں	۸۱	قرآنی نظام سیاست و حکومت
۱۲۹	قرآن مقدس خود اسکے اپنے الفاظ میں	۱۳۳	مضامین قرآن کا اجمالی جائزہ
		۱۳۴	حضور کی آخری وصیت

جسٹرس

سید محبوب مرثی

کے نام

جن کا ایمان ہے کہ پاکستان  
کا اتحاد اور عظمتِ اسلامیہ کی  
مترقی کار از فتوائی نظامِ حیات  
میں مضہر ہے۔

دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب قرآن مجید ہے  
صاحب کشف لکھتے ہیں معناه ان ذالک الكتاب هو  
الكتاب الكامل کان ماعدا من الكتاب فی متابله  
ناقص۔

”یعنی کتاب تالیس ہی ایک کتاب کامل ہے اور اس کے سامنے  
جتنی بھی کتابیں لائی جائیں گی سب ناقص ہی ہوں گی۔“  
اور یہ بات بھی بلاخوف ترویج کی جاسکتی ہے کہ اس کتاب کے  
معانی و علوم اور متعلقات پر اور صاحب کتاب صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت  
پر جتنی کتابیں لکھی جا چکی ہیں اس کا عشر عشیر بھی کسی کتاب یا شخصیت  
کو میسر نہیں ہوا۔ کیونکہ حفاظت ذکر اور رفع ذکر رب ذوالجلال  
کا اذنی فیصلہ ہے۔

ذریعہ نظر کتاب آثار القرآن بھی خدمت قرآن پاک کی ایک کڑی  
ہے جسے ہمارے دوست چودھری بشیر احمد خاؤر نے بڑی محنت سے  
ترتیب دیا ہے۔ خاؤر صاحب سے میری دوستی کا آغاز قیام پاکستان  
سے ہوا لیکن ان کی شعری، ادبی، سیاسی اور سماجی صلاحیتوں کا علم و

ڈھائی سال قبل ہوا جب کہ وہ نظم اور شعر کے ذریعہ نظام اسلام پارٹی کے  
 آدھن ہفت روزہ ہنگو دورا کے صفحات پر اجاگر ہونے لگے اس سے  
 بڑی مسرت ہوئی۔ مگر میری غرض گواری حیرت کی انتہا نہ رہی جب انہوں نے  
 آثار القرآن کا مسودہ مجھے لاکر دیا کہ اس کی اشاعت کا اہتمام کرو۔ اگرچہ  
 مجھے اداسے اس کتاب کو خریدنے سے شائع کرتے مگر یہ ان کی محبت اور  
 خلوص کا ثمرہ ہے کہ مکتبہ رشیدیہ کو یہ سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ یہ ان کی  
 پہلی تصنیفی تالیفی کوشش ہے جو منصفہ شہود پر آ رہی ہے اس کے علاوہ  
 دو تین علمی، سیاسی، ادبی مسودے ترتیب دے چکے ہیں۔

آثار القرآن کے مطالعہ سے ان کے قلم کی گہرائی اور نچنگی کا اظہار  
 ہوتا ہے۔ موضوع اگرچہ علمی ہے لیکن پیرایہ بیان سلیس اور روان ہوا ہے  
 خاور صاحب علمی، ادبی ذوق اور جستجو کے ساتھ ساتھ ملکی سیاست میں  
 عمل حصہ بھی لے رہے ہیں۔ دونوں باتوں کو دیکھ کر ان کے روشن علمی  
 و عملی ہستیاں کی پیش گوئی کی جاسکتی ہے۔ الحاد و بے دینی اور تاریکی  
 کے باجول میں خاور کے قلم کی روشنائی انشا اللہ اجالے کا باعث ہوگی

عبدالرشید ارشد  
 ناظم مکتبہ رشیدیہ



محرم بشیر خاورد صاحب کے علمی، ادبی ذوق کے مختلف مظاہر میری  
نظر سے گذرے اور ہر مرتبہ ان کے علمی، تحقیقی اور ادبی مقالات سے استفادہ  
کے مواقع میسر آتے۔

اس مرتبہ ان کی ایک معرکہ آرا اور شاندار تحقیقی کتاب کا مسودہ نظر سے گذرا  
محرم خاورد صاحب نے اس مختصر سی کتاب میں قرآن پاک کے بارے میں جو  
معلومات فراہم کی ہیں اور جو مواد یک جا کیلئے وہ اردو، عربی اور فارسی بلکہ کسی  
بھی زبان کی کتاب میں شاید ہی یک جا طور پر دستیاب ہو۔

بلاشبہ ان کی یہ کاوش قابلِ داد ہے اور وہ قرآن پاک کی اس عظیم الشان  
خدمت پر جو اپنی نوعیت کی منفرد خدمت ہے، مستحق تحسین ہیں۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

سید سلمان شاہد

۱۸ اپریل ۱۹۴۰ء



سبل الفاظ کے اس الحاد زدہ دور میں یہ باغتمیت ہے کہ کہیں کہیں پر خلوص  
انداز میں، روشن اور زندہ الفاظ کی ایسی صفیں بھی ہیں ملتی ہیں جو انسان کو صراطِ مستقیم  
کی طرف بلاتی ہیں اور فطرت کے تختے ہوئے مکمل دستور حیات کے خطوط کی  
نشان دہی کرتی ہیں اور بخوش نصیب ہیں وہ اذہان، جو اپنی فکر و نظر کو ان کے قدرتی  
تقاضوں کے سانچوں میں ڈھالنے کی نیک سعی کرتے ہیں۔ چوہدری بشیر احمد خاں  
ایڈووکیٹ ایک ایسی ہی ناباک اور پاکیزہ سعی میں مصروف ہیں اور آثار القرآن  
ان کی اس سعی کا ایک فکر انگیز نتیجہ ہے۔ میں حیران ہوں کہ مجھ سے ہر اعتبار سے بہتر  
دل اور دماغ نے میرے سے یہ تقریباً قریب کیونکر پیدا کی۔ شاید اس لئے کہ  
میرے اپنے گناہ ایک کارِ خیر میں شرکت میں ہی اپنے لئے کچھ سامانِ نجات و ثواب  
تلاش کر رہے تھے۔ میں اس کے لئے چوہدری صاحب کا سچے دل سے شکر گزار ہوں  
اور یہ مقدس موضوع کجا اور یہ بے عمل انسان کہاں!

خدا کرے کہ قرآن حکیم کے مطالعہ اور اس پر عمل کرنے کا صحیح ذوق ہم سب

بشیر احمد خاں خاموش ایڈووکیٹ ملتان



## مقدمہ

قرآن مقدس ایک مکمل ضابطہ حیات اور ایک جامع نظامِ زندگی ہے۔ ساتویں صدی عیسوی میں اس کی تعلیمات کی آفاق گیری اور اس کے انقلاب آفرین اور قوت بخشنے والے پیغام نے صدیوں کے اس فرسودہ سماج کو ہتھ دہلا کر کے رکھ دیا۔ جو انسانی معاشرت و معیشت اور اس کی سیاسی سہیت کو گھن کی طرح چاٹ رہا تھا۔ اس حیثیت سے دیکھا جائے تو دنیا کی تمام آسمانی اور غیر آسمانی کتابوں میں صرف قرآن مقدس ایک ایسی کتاب ہے جسے بجا طور پر منشور انقلاب کہا جاسکتا ہے۔ اور جس نے ذہن و قلب انسان پر سب سے زیادہ پائیدار اثرات مرتب کئے ہیں۔

قرآن مقدس کو جہاں یہ عظمت و فضیلت حاصل ہے کہ وحی آسمانی کا وہ آخری پیغام انقلاب ہے جس نے عدل و توازن کے جادو سے مستقیم کو نمایاں کیا اور انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے آزاد کرنے کا ایسا لائحہ عمل دیا کہ سامنے پیش کیا جس نے اس حوصلے کے ہر نظریہ کو باطل اور بھیر کی پیراہہ درہم کونا جائز قرار دیا۔ وہاں اسے یہ شرف و امتیاز بھی حاصل ہے کہ وہ دنیا کی پہلی اور آخری کتاب ہے جسے

سب سے زیادہ پڑھا گیا، جس کے بارے میں سب سے زیادہ سوچا گیا۔ جس کے متعلق سب سے زیادہ لکھا گیا اور جس کے مضامین کی تختیں اپنوں نے بھی کی اور بیگلوں نے بھی اور جس کی فصاحت و بلاغت کا اعتراف دوستوں نے بھی کیا اور دشمنوں نے بھی، اور جس کی جامعیت کو تسلیم پیر و کاروں نے بھی کیا، اور عیروں نے بھی۔

قرآن پاک کے اس تفسیر ہی اثاثہ کا اگر جائزہ لیا جائے جو ہر دور میں علمائے امت کی ذہنی کاوشوں کی بدولت معرض وجود میں آیا اور اس میں ہمیشہ اضافہ ہوتا رہا تو اس سارے کام کی فہرست اتنی ضخیم اور اس قدر طویل ہوگی کہ اس کے احاطہ کے لئے سینکڑوں جلدیں درکار ہوں گی اور ہر لمحہ اس کا سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا چلا جائے گا۔ اس کے باوجود ابھی تک اس کے بیشتر مضامین ایسے ہیں جن پر ارباب فکر و نظر اور اہل علم و دانش نے توجہ نہیں کی مگر جسوں میں زمانہ ترقی کرتا جائے گا اور انسانی زندگی نئے نئے مسائل سے دوچار ہوتی رہے گی اس کے حقائق منکشف ہوتے جائیں گے، اس کی خوبیاں روز بروز اجاگر ہوں گی، اس کے افکار کی عظمت کا سکھ دلوں پر رواں رہے گا۔

( مادی زندگی کے ارتقار کے ساتھ ساتھ قرآنی تعلیمات کی اس ہم آہنگی سے جہاں اس امر کی نشان دہی ہوتی ہے کہ قرآن پاک کلام خداوندی ہے اور اسی ذات پاک کی جانب سے اس کا نزول ہوا ہے جو زمان و مکان کی حد بندیوں سے آزاد اور

ہے اور جس کی نظر اذل سے ابد تک کی تمام پہنائیوں کو اپنے گوشہ چشم میں چھپے ہوئے ہے وہاں اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ انسانی مشکلات کے حل اور اور انسانی معاشرہ کی تمام خرابیوں کے ازالہ کی اگر کوئی صورت ممکن ہے اور دنیا میں امن و انصاف کی حکمرانی کے لئے اگر کوئی دستور اپنی تمام جزئیات سمیت قابل عمل اور نتائج کے اعتبار سے نہایت مفید ہو سکتا ہے تو وہ صرف قرآن مقدس ہی کے ذریعے حاصل ہو سکتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارا دانشور طبقہ ہمارے علماء، وکلاء، قاضیوں، و ان سیاسی رہنما اور مذہبی پیشوا اس کتاب مقدس کی تعلیمات کو دنیا سے روٹنا س کر اٹھے کے لئے عزم و ہمت کے ساتھ اٹھیں اور انسانی فلاح و بہبود کی کفیل اس پاکیزہ کتاب کے ذریعے معاشرہ کو تبدیل کرنے کی پڑھیں جدوجہد میں بھرپور حصہ لیں۔

ذریعہ نظر کتاب میں قرآن پاک سے متعلق ان تمام خارجی امور کا بلا دستیاب ذکر کر دیا گیا ہے جن سے اس کتاب کی عظمت کا نقش ابھرتا ہے اور مستشرقین یورپ کے اعترافات کا ایک باب بھی اس کتاب میں شریک اشاعت ہے جس سے اس کی اہمیت و درجہ ہونے سے ان بیانات سے مسلمان قوم کی اس بے بسی کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ جس کتاب کی تعریف میں دشمن رطب اللسان ہیں مسلمان اس سے کس درجہ غافل ہو چکے ہیں۔

میری خواہش ہے کہ اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ لوگ پڑھیں اور ملک و

ملت کا یہی خواہ طبقہ اس کے مندرجات سے آگاہ ہو کر پھر ایک بار اس کتاب کی جانب واپس لوٹ آئے جس نے ازمینہ مظالم میں انقلاب برپا کر دیا تھا اور جس نے ایک ایسے دور میں انسانی ذہن کی کایا بلیٹ کر دکھ دی تھی جب کہ کفر و ضلالت کے گھاٹوں پر اندھیارے آج سے زیادہ بھیجا کہ انداز میں نسل انسانی پر محیط تھے۔

چودھویں صدی کے اس پر آشوب دور میں جسے بجا طور پر ساتھی اور لقا کا دور کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ قرآن کی اہمیت کم ہونے کی بجائے بڑھتی چلی جا رہی ہے اس لئے کہ یہی ایک آسمانی کتاب ایسی ہے جسے سائنٹفک نقطہ نظر سے اعلیٰ ترین معیار کی کتاب قرار دیا جاسکتا ہے اور جس کی تعلیم کا ایک بھی جزیرہ ایسا نہیں ہے جو فطرت کائنات کے مزاج کے خلاف ہو۔

مجھے اپنی علمی بے لجاجت اور فکری کم مائیگی کا شدید احساس ہے اور یہ اعتراف بھی کہ اس وسیع المقاصد موضوع کو پوری طرح پیش کرنا میرے بس سے باہر تھا تاہم یہ اپنی ہی ایک کوشش ہے خدمت قرآن کی اور میں نے بہت حد تک کوشش کی ہے کہ اس کا کوئی گوشہ سرسری نگاہ سے ادھل نہ ہونے پائے۔

نزل قرآن کی چودہ سو سالہ برسی کے موقع پر جب کہ لوگ قرآن سے بہت حد تک غافل ہو چکے ہیں اور اس کی تعلیمات کو پس پشت ڈال چکے ہیں میری یہ پیشتر کا دین

ممکن ہے کسی ایک صاحب ایان کو اس کی طرف متوجہ کرنے کا باعث بن جائے  
 اور یہی بات میری نجات کا سرنامہ ثابت ہو۔  
 آخر میں، مبادا اس کتاب کے موضوع کے تقدس کو کوئی آن پہنچے، میں کسی  
 شکریہ سے بہت کد عرض کر دینا غیر مناسب نہیں سمجھتا کہ جن بزرگوں اور دوستوں نے  
 اس کتاب کی کتابت سے لے کر قارئین کے ہاتھ پہنچنے تک جو کوئی سنی انجام دی  
 ہے تو اگر مصنف نے اس کتاب کی تالیف میں قرآن کی کوئی خدمت کی ہے تو یقیناً  
 اجر میں وہ بھی شریک ہیں۔

# تقریظ



امجد صنامہ چودھری محمد علی

جلالپور سابقہ وزیر اعظم پاکستان

قرآن مجید سادہ دنیا کے لئے درس ہدایت ہے۔ یہ حقائق ابدی کا بیان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول پر نازل کر کے بنی آدم پر اپنی نعمت تمام کر دی۔ یہ نوری ہے جو انسانوں کو ظلم و ستم کی تاریکی سے نکال کر ایمان و یقین کی روشنی میں لے آتا ہے اور زندگی کے سفر میں ان کے لئے مشعل راہ بن جاتا ہے۔ یہ شفا ہے جو ان کے روگ دور کرتی ہے اور ان کے دکھ درد کا مداوا کرتی ہے۔ یہ رحمت ہے جو مضطرب دلوں کو اطمینان بخشتی ہے۔ یہ حکمت ہے جو انہیں اپنے مبداء و معاد کی خبر دیتی ہے اور ان کی زندگی کی عرض و غایت بتاتی ہے۔ یہ بصیرت ہے جو انہیں راستے کے بیچ و جم سے آگاہ کر کے یہ سلامتی کی طرف لے جاتی ہے۔ یہ پاکیزگی ہے جو ان کے دلوں کے میل کچیل کو دھو ڈالتی ہے۔ یہ بخشش عام ہے جو ان کے اعمال کی ہمتی و امنی کو بھر دیتی ہے۔ یہ انذار کی گونج ہے جس کی مہبت سے جن دانش سہم جاتے ہیں۔ یہ شدت کی بارش ہے جس سے دلوں کی کھیتیاں بہری بہری ہو جاتی ہیں۔ یہ ضابطہ حیات ہے جو زندگی

کے ہر موڑ پر رہنمائی کرتا ہے۔ یہ تقدیرِ ام کا سبق ہے جسے پڑھ کر عرب کے  
 امی مذہب ترین اقوام کے استاد بن جاتے ہیں۔ یہ زمین و آسمان کی پیداوار اور  
 رات اور دن کے اختلاف میں بلکہ سارے انفس و آفاق میں اللہ تعالیٰ کے  
 مجید قوانین کے مطالعے کی دعوت دیتا ہے۔ یہ صل و اخوت پر انسانی معاشرے  
 کی تعمیر کرتا ہے جس میں نہ رنگ اور نسل کی تمیز ہے اور نہ ذات پات کی تفریق۔  
 یہ انقلاب انگریز پیغام پاک لفظی بلند نظری اور اولوالعزمی کی تعلیم دیتا ہے، اور  
 انسانوں کو طاعونی طاقتوں کے خلاف جہاد پر ابھارتا ہے جنہوں نے اپنی باطل  
 حذائی متوانے کے لئے لوگوں کو مسکنت اور ذلت کے گڑھے میں دھکیل رکھا ہے  
 مسلمانوں نے ہر عہد میں قرآن کریم کی دعوت کو عام کرنے کی کوشش کی ہے  
 اور یہ ان کا فرض ہے لیکن رفتہ رفتہ اس کے مطالب پر تدریکم ہوتا گیا۔ اور اس  
 کی تعلیم پر عمل کا خیال تک نہ رہا۔ البتہ ظاہری عقیدت کے پھول بہت  
 چڑھائے گئے۔ آج جب کہ مسلمان اقوام میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ رہی  
 ہے اور ان میں یہ احساس عام ہو رہا ہے کہ انہیں اپنے معاشرے کو زیادہ مستحکم  
 بنیادوں پر استوار کرنا ہے اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ ہم از سر نو اس درس  
 حیات کو پڑھیں، اس کی عظمت پر غور کریں اور اس کی ہدایت پر عمل کریں۔  
 زیر نظر کتاب میں میرے دوست بشیر احمد خاور نے قرآن مجید کی تدوین  
 و ترتیب اور اس کی نشر و اشاعت کی عہد بہ عہد تاریخ بڑی محنت سے

مرتب کی ہے۔ بشیر احمد خاوردقانون دان طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک  
پرجوش سماجی اور سیاسی کارکن ہیں۔ ان کی سیاسی اور ملی نظیں ملک کے  
مقاروت جرائد میں شائع ہو کر تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ یہ ان کی پہلی  
تصنیف ہے اور ان کی ادبی زندگی کے لئے یہ ایک نیک فال ہے کہ  
انہوں نے اپنی کتاب کے لئے سب سے بہتر موضوع کا انتخاب کیا ہے۔  
میں دعا کرتا ہوں کہ اس سے ہمارے ہم وطن زیادہ سے زیادہ مستفید ہوں۔



## دیباچہ

چوہدری بشیر احمد صاحب خاؤر کی تالیف 'آثار القرآن' کا مسودہ دو تین ماہ پیشتر دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ عدم مصروفیت کی بنا پر جتنے حدیثہ ورق گردانی کا ہی موقع ملا۔ قرآن مجید پر ہزاروں نہیں لاکھوں اور کروڑوں تالیفات اور تصنیفات دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلی ہوئی ہوں گی اور یہ تعداد امتدادِ زمانہ کے ساتھ ساتھ فزوں تر ہوتی جائے گی لیکن مخزنِ علم و ادب کی یہ گنگا اسی طرح جاری و ساری رہے گی، طالبانِ حق و معرفت اس کی وسعتوں میں ہمیشہ سرگرم عمل رہے اور پہنائیوں میں ہمیشہ غوطہ زن رہیں گے۔ کفارِ قریش اور فضحائے عرب نے قرآن کے آسمانی کتاب اور خدا کے کلام ہونے پر شک کیا تو صاحب کتاب جل جلالہ نے یہ چیلنج کیا۔

قَالُوا الْبُيُوتُ قَاعٌ مِّمَّنْ وَنَحْنُ نَدْعُوا شُرَكَاءَ كُفْرًا  
مِنْ دُونِ اللَّهِ.....

اگر ہمیں قرآن کے کلام اللہ اور من جانب اللہ ہونے میں شک ہے تو تم اس جیسی کوئی سورت بنا کر لے آؤ اور خدا کے سوا اس کام کے لئے اپنے تمام مددگاروں کو اکٹھا کر لو۔

لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے ازل اور ابدی علم کی بنا پر یہ بھی فرمادیا۔

”فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا“

اگر تم یہ کام نہ کر کے داور میں سو فیصد یقین سے کہتا ہوں کہ تم ہرگز ہرگز بھی قرآن جیسی سورت تو کیا ایک آیت بھی نہ بنا سکو گے۔“

اس جواب سے باری تعالیٰ جل ثناؤہ نے ایک طرف تو کفار کے منہ بند کر دیئے اور دوسری طرف

”مَنْ يُؤَدِّ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا فَيُقْرَهُ فِي السِّينِ“

”وَمَا يَعْلَمُ تَاوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ“

خدا جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کر لیا ہے تو اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے۔

ان متشابہ آیات کی توجیح و تشریح اللہ تعالیٰ اور سوائے پختہ علم رکھنے والوں کے اور کوئی نہیں جانتا۔ جیسے

قرآن جاری کر کے اپنے نیک بندوں کو اپنے کلام کی تفسیر اور تشریح پر آمادہ کیا لیکن ساتھ ہی یہ وصیت بھی کر دی۔

”لَوْ تَرَىٰ الْإِنْسَانَ مِمَّا دَاوَأَ كَيْمَاتٍ رَبِّي لَنَفَقَ الْبُيُوتَ قَبْلِي“

”أَنْ تَنفَقَ كَلِمَاتٍ رَبِّي وَلَوْ جِئْتَنِ بِشَهْرٍ مَدَدًا“

اگر سمندر کا پانی خدا کی حمد و ثنا لکھنے کے لئے سیاہی بن جائے  
 تو وہ خدا کی تعریف کے پورا ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے  
 گا اور اگر اتنی ہی سیاہی اور بڑھائی جائے تب بھی خدا کی تعریف  
 لکھنے کے لئے ناکافی ہوگی۔

یہ اس لئے کہا کہ انسان یہ نہ سمجھے کہ اس نے قرآن کی چند آیات  
 کی تشریح کر کے اس بحر بیکراں کو اپنے اندر سمیٹ لیا ہے یا اس نے قرآن  
 کی تعریف و توصیف میں چند کلمے لکھ کر قرآن کی عظمت و شوکت کا حق  
 ادا کر دیا ہے۔ اسی امکان کا ازالہ دوسری جگہ سورہ لقمان میں یوں کیا:

«لَوْ أَنَّ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا مِّنْ أَلْفِ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ لَّآتَيْنَاكَ الْخَيْرَ مِنْ يَدِنَا وَلَا نَحْشُبُكَ بِالْإِنْسَانِ عَدْلًا»

اگر روئے ارض کے تمام درخت قلبیں بنا لئے جائیں اور سات  
 سمندروں کو سیاہی میں تبدیل کر کے خدا کے بزرگ و بڑے کی تعریف  
 لکھی جائے تب بھی یہ قلم اور یہ سیاہی ناکافی ثابت ہوگی۔

ان ارشادات ربانی کے پیش نظر اس عظیم و جلیل کتاب کے مقابل  
 آنے والے تا ابد خائب و خاسر اور اس کی تعریف و توصیف کرنے والے  
 تا قیامت عاجز اور درماندہ رہیں گے۔

خاور صاحب کا حکم ہے کہ میں آثار القرآن کے بارے میں کچھ کہوں

جب عدائے ۶: وحیل نے غور ہی فرما دیا سے کہ میری کتاب کی تعریف  
 ”کھا کا، حقیقتاً ناممکنات میں سے ہے، اور مجھے تو ویسے ہی  
 کم مائیگی کا احساس ہے۔ لہذا تو اصرار و انکسار ہی کے جذبات سے لبریز ایک آواز  
 دل کی گہرائیوں سے پھوٹتی ہوئی یوں نکلتی ہے۔“

ع یہ تاب، یہ مجال، یہ طاقت کہاں مجھے

مگر خاور صاحب کا حکم ہے اور یہ حکم ٹالنا بھی مجال ہے۔ میں عرض  
 کر چکا ہوں کہ دو تین ماہ پہلے ”آثار القرآن“ کا مسودہ دیکھنے کا اتفاق ہوا  
 تھا اس وقت یہ خیال نہ تھا کہ اس مسودے کے تعارف، فرض مجھے بھی ادا  
 کرنا ہو گا لہذا مولف سے معذرت چاہی کہ ذہن میں کوئی خاص چیز موجود  
 نہیں لیکن مولف کا اصرار تھا کہ ہمیں کچھ نہ کچھ ضرور لکھنا ہو گا۔ عرض کیا کہ  
 مسودہ ایک دفعہ پھر دے دیجئے مگر انہوں نے فرمایا کہ مسودہ پریس میں  
 ہے اور پریس لاہور میں ہے۔ ان حالات کے پیش نظر ذہن کے گوشوں  
 کو ٹٹولنے کی کوشش کی۔ اب معلوم نہیں یہ کوشش کس حد تک موافق  
 کے مطالبے اور ”آثار القرآن“ کے تعارف کا حق ادا کرتی ہے۔

تذریل القرآن کے مبارک موقع پر اسلامیان پاکستان نے جن جن  
 ذرائع سے مقدس کتاب قرآن مجید کی اہمیت اور ضرورت کو واضح کرنے  
 کے لئے اپنی اپنی لباط کے مطابق کوششیں کی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں ان میں

آثار القرآن کی تالیف ایک اہم، زیادہ جاندار اور پائیدار کوشش ہے۔ جسے جلوس، تقاریر، مواعظ یہ سب وقتی اثر انگیزی کا باعث تو ضرور بنتی ہیں مگر ایک تالیف ہمیشہ ہمیشہ کے لئے افادیت کے موتی لٹاتی رہتی ہے اور تشنگان علوم و ادب تا عمر اس چشمہ صافی سے اپنی پیاس بجھاتے رہتے ہیں۔

آثار القرآن کے اوراق کی سرسری ورق گردانی سے جو اثر سب سے پہلے قائم ہوا وہ تالیف کی زبان سے متعلق ہے۔ مولف نے اس موضوع پر قلم اٹھایا تو تحقیق و تدقیق کا حق ادا کر دیا لیکن اہل علم اور ادب و دانش جانتے ہیں کہ ہر وہ تصنیف یا تالیف جو تحقیق و تدقیق کے منازل سے گزرتی ہے اس کے الفاظ کچھ مشکل، اس کی اصطلاحات کچھ عجیب و اور اس کا اسلوب نگارش ذرا خشک ضرور ہوتا ہے مگر آثار القرآن کی زبان ہیئت صاف، الفاظ سلیس اور اسلوب نگارش نہایت دل چسپ ہے۔ کم از کم مجھے اس کے مطالعے سے جو تاثر حاصل ہوا وہ یہ ہے کہ ہر اسلامی ذہن رکھنے والا قاری اس تالیف کے مطالعے سے وہی کیفیت اور سرور حاصل کرے گا جو ایک صاحب دل انسان چاندنی رات میں چاند کی چمکی اور برسات کی بلٹی چھوڑنے سے حاصل کرتا ہے۔ یہ روح پرور کیفیت، آج بھی میرے دل کی گہرائیوں سے انگلیں کی طرح چھوڑ رہا ہے۔

مسودہ کے مطالعے کا دوسرا مجموعی تاثر جس کے نقوش لوح و دل پر  
اس بھی نقش ہیں وہ تحقیق و تدقیق کے وہ بیش قیمت جواہر ہیں جو مولف  
نے تالیف کے صفحات پر بکھیر دیتے ہیں۔ علمی تحقیقات اور نادر معلومات  
کا جو خزانہ ان صفحات میں سرسبز ہے وہ مولف کے ذوق جستجو اور علمی  
کاوشوں کے لئے پیہم سرگرم عمل رہنے کی عادت کا بین ثبوت ہے۔

ان دو تاثرات کے علاوہ تالیف کو جس ترتیب اور جن ابواب  
میں تقسیم کیا گیا ہے وہ بھی اپنی جگہ سونے پر سہاگے سے کم نہیں۔ قرآن مجید کے  
نزل سے لے کر اس کی ترتیب و تدوین پر علیحدہ باب ہے۔ ان مختلف  
ابواب میں مختلف موضوعات کے تحت بیش قیمت تاریخی معلومات ہم  
پہنچائی گئی ہیں، اگرچہ ایسی تمام معلومات بشیرتقا سیر اور عربی علوم و ادب  
کی کتابوں میں موجود ہیں لیکن ان کو مختصراً مگر جامع طور پر ان صفحات میں  
اس طرح یکجا کر دینا کہ ایک عام قاری بھی ان صفحات کی مدد سے اصل باخداوں  
کی طرف رجوع کر کے قابل ستائش ہے۔

آثار القرآن کے دو باب جہاں تک میرا ذہن کام کرتا ہے نہایت  
ہی معلومات افزا اور تحقیقی معرکہ سے کم نہیں۔ ایک وہ باب جس میں مولف  
موصوف نے قرآن مجید کے مجہی زبافوں میں تراجم اور تفاسیر کی معلومات  
اور ان کا تعارف پیش کیا ہے، آثار القرآن کے باب تھے کا چھوٹے سے دور

یاب جس میں مسلم اور غیر مسلم ارباب علم و ادب، بلند پایہ مصنفین اور عظیم شخصیتوں کے وہ اقوال جمع کئے ہیں جو انہوں نے قرآن مجید کی حقیقت سے متاثر ہو کر وقتاً فوقتاً کئے۔ کہا جاتا ہے 'جادو وہ جو سر چڑھ کر لوئے، یہ بات قرآن مجید پر من و عن صادق آئی ہے۔ قرآن کے اعجاز کا کس پر اثر نہیں ہوا۔ البوہل جیسا سرکش اور دشمن اسلام اگرچہ ظاہری طور پر قرآن پر اعتراض کرتا رہا مگر تاریخ گواہ ہے کہ اس کے باطن میں قرآن کی سچائی اور اس کے اعجاز کے جذبے گھٹے ہوئے تھے۔ یہی حال یورپی مصنفین اور دوسرے مستشرقین کا ہے۔ خصوصی طور پر مولف کی یہ کوشش لائق قدر تھیں ہے کہ اس نے کمال محنت اور کمال جستجو کے ساتھ یورپی مصنفین اور غیر مسلم مورخین کے اقوال کو بھی جمع کر دیا ہے۔

آخر میں یہ عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ تالیف ہر اسلامی ذہن رکھنے والے قاری، ہر قلب سلیم رکھنے والے طالب علم اور ہر فکر رسا رکھنے والے دل کے لئے غایت درجہ کیفیت آور۔ روح پرور اور قرآنی معلومات کی لازوال دولت ہے۔ اس تالیف کے تمام ہیروؤں پر مکمل روشنی ڈالنے سے میری لیباط علم اور قوت و فہم و ذکاوت لاچار ہے۔

لقبول شائع

سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے

یہ چند الفاظ محض اس نیت ثواب کی خاطر لکھ دیئے ہیں کہ شاید  
 کوئی تماری میرے الفاظ سے متاثر ہو کر ساری کتاب پڑھ جائے اور  
 جو اہر علم و عمل اپنے دامن میں سمیٹنے کے بعد میری اس تحریک پر میرے  
 حق میں دست و پا پھیلائے جو میرے لئے زور راہ بن جائے۔

مولف موصوف کی یہ خدمت، کاوش، ذوق تحقیق اور اسلام  
 کی خاطر یہ مساعی جمیدہ الفاظ کی رہین منت نہیں، اپنی نوعیت کے لحاظ سے  
 آثار القرآن، ایک فرد کی کاوشوں کا بہترین اور عیدگانہ ما حاصل ہے  
 دعا ہے کہ خدائے قدوس مولف کی اس کوشش کو شرف قبولیت سے  
 ہمکنار کرے اور مولف کے علم و فضل میں اضافہ کرے۔ آمین!

مخلص

عبدالحفیظ ایم۔ اے  
 پروفیسر اسلامیہ ڈگری کالج خانیوال



# عز من مصنف

نزولِ قرآنِ مقدس کا واقعہ نسلِ انسانی کی تاریخ کا وہ محسوس العقول اور انقلابِ انگریز واقعہ ہے جس نے تہذیب و تمدن و عمران کی تمام اقدار کہنے کو مٹا کر نزل کر دیا اور خیالات و نظریات و ادکاریں وہ دور رس تبدیلیاں پیدا کیں کہ ایک بہت مختصر مدت میں دو عظیم شہنشاہیتوں ایران و روم کی اینٹ سے اینٹ بچ گئی اور دنیا سے بلوکیٹ اور سلسلہ حیر و استبداد کا ہمیشہ کے لئے قلع قمع ہو گیا یہ تو اس تعلیم کے وہ فوری اثرات تھے جو نزولِ قرآن کے بعد ماضی بعید میں ظہور پذیر ہوئے لیکن ماضی قریب میں قرآنی تعلیمات کے اثر و لفظ کی جو کیفیت رونما ہوئی وہ بھی کچھ کم حیرت انگیز نہیں۔

قرآن پاک کی عظیم الشان انقلابی فکر سے ایک طرف عیسائی معتقدات کا تھر بلند زمین بوس ہو گیا اور مارٹن لوتھر نے اس کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں اور دوسری جانب انقلابِ فرانس کے لئے ایسی فضا ہموار ہوئی کہ باوشٹا بہت کا جنازہ نکل گیا یہ دونوں واقعات اگرچہ ایک ہی سلسلہ کی دو کڑیاں تھیں مگر ان کا سب سے تعجب خیز پہلو یہ ہے کہ یہ واقعات یورپ کی سر زمین میں رونما ہوئے جو ایک

طرف قدیم چرچ کی گرفت میں تھی اور دوسری طرف ہیں صدیوں سے ایسی مضبوط بادشاہتیں قائم تھیں جن کی شکست و ریخت کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اسی طرح روس میں ۱۹۱۷ء کا انقلاب بھی اسی فکری انقلاب کی صدائے بلند گشت تھا جسے قرآن نے پیدا کیا۔ ایسی زبردست، عظیم اور انقلابی کتاب جیسا کہ قرآن ہے دنیا میں کوئی اور نہیں، اس کے نقوش اکتا اور اس قدر تابندہ و پابندہ ہیں کہ دنیا اس کے نظریات کی ہمہ گیری کا جواب پیش نہیں کر سکتی۔ قرآن پاک ہمیشہ سے لوگوں کی بحث و نظر اور ان کے فکر و عمل کا محور رہا ہے اور ہر عہد میں نسل انسانی اس سے اکتساب کرتی رہے گی۔

چودھویں صدی کے اس پر آشوب دور میں جسے بجا طور پر سائنسی ارتقاء کا دور کہا جائے قریب جانے ہو گا۔ قرآن کی اہمیت کم ہونے کی بجائے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اس لئے کہ یہی ایک آسمانی کتاب ایسی ہے جسے سائنسٹک نقطہ نظر سے اعلیٰ ترین معیار کی کتاب قرار دیا جاسکتا ہے اور جن کی تعلیم کا ایک بھی جزئیہ ایسا نہیں ہے جو فطرت کائنات کے مزاج کے خلاف ہو۔

زیر نظر کتاب ایک مختصر سائنس کا ہے اس عظیم الشان کتاب مقدس کا جو ہدایت خداوندی کا آخری منشور ہے اور یہ کہ اس کی ترتیب و تدوین کن مراحل سے گزری اور اپنوں اور بیگانوں میں اس کی کیا وقعت ہے۔

مجھے اپنی بے لباغی اور کم مائیگی کا شدید احساس ہے اور یہ اعتراض بھی کہ

اس وسیع المقاصد موضوع کو پوری طرح پیش کرنا میرے بس سے باہر تھا تاہم یہ اپنی ننھی سی کوشش سے خدمت قرآن کی اور میں نے بہت حد تک کوشش کی ہے کہ اس کا کوئی گوشہ سرسری نگاہ سے اوجھل نہ ہونے پائے۔

نزول قرآن کی چودہ سو سالہ برسی کے موقع پر جب کہ لوگ قرآن سے بہت حد تک غافل ہو چکے ہیں اور اس کی تعلیمات کو پس پشت ڈال چکے ہیں میری جو حقیر سی کاوش ممکن ہے کسی ایک صاحب ایمان کو اس کی طرف متوجہ کرنے کا باعث بن جائے اور یہی بابت میری نجات کا سرنامہ ہو۔

آخر میں ہیں چودھری محمد علی سہانی وزیر اعلیٰ پاکستان کاغذ شاعر احمد خان غلامویش پروفیسر عبدالحق بیٹا اسلامیہ کالج خانیوال اور سلمان شاہد ایڈیٹر سہنت روزہ الہام بہاول پور کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کے سلسلے میں نہ صرف میری راہنمائی کی بلکہ پیش لفظ و تقریظ و غیرہ لکھ کر میری حوصلہ افزائی بھی فرمائی۔ ڈاکٹر عبدالرشید خانیوال، چوہدری رشید احمد پی سی ایس۔ حافظ محمد یوسف رضاناٹب تحصیلدار، پروفیسر فضل احمد عارف ایم۔ اے، محمد افضل سہیل سول جج، شیخ عبد العزیز پی۔ سی۔ ایس اور عرفان التوحید خصوصی شکرپور کے مستحق ہیں جنہوں نے مجھے اس کتاب کے لکھنے کی ترغیب دی۔

چوہدری خوشی محمد ایڈووکیٹ خانیوال۔

میاں اصغر حمید ایڈووکیٹ۔

چو پداری خورشید عالم ایڈ و وکیٹ۔

چو پداری برکت اللہ ایڈ و وکیٹ۔

چو پداری عمید الستار ایڈ و وکیٹ پانی کو رطبت۔

رانا محمد ظہیر اللہ جامعہ اسلامیہ۔

چو پداری محمد علی باجورہ ایڈیٹر "بانگِ ورا" کا بھی شکر گزار ہوں کیونکہ

ان کی پر خلوص دعائیں و دورانِ تصنیف میرے شامل حال رہیں۔

دعا گو

سبیر احمد خاؤر ایڈ و وکیٹ

خانیوال

# شیران مجید



وہ اک متاعِ گراں مایہ رحمتوں کا امیں  
 وہ اک نشانِ ہدایت وہ اک کتابِ مبیں  
 وہ نورِ حکمت و ایمان و معرفت کا حصار  
 کہ جس کے دائرہِ قدس میں ہے شہرِ یقین  
 نظر کا حسن، خرد کا فروغ، دل کا سرور  
 دماغ و قلب کا سرمایہٴ جمیل و حسین  
 جلالِ وحی خداوندِ برتر و متدوس  
 پیامِ عظمتِ انساں کا پیسہ کر رنگیں  
 فرغِ دیدہٴ آدم ہے حرفِ حرف اس کا  
 جمالِ جبرۃ انساں میں اس کے نقشِ رنگیں

وہ آفتاب جہاں تابِ علم و عرفان ہے  
رسالتِ بشری کے صدق کا دُرّ ثمیں

تمام دانش و حکمت، تمام عقل و حُز و  
بنائے خلاقِ پیمبر، اساسِ دینِ مبین

ثبوتِ اس کی فصاحت کا سورہٴ اخلاص  
دلیلِ اس کی بلاغت کی سورہٴ البیِّن

اس کے نور سے روشن ہے مطلعِ خاور  
اس کے سامنے خم ہے چینِ شہزادِ آگین

بشیر احمد خاور



# حرفِ آواز

حضرت عمرؓ الخطاب اس حدیث کے راوی ہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا 'ان اللہ یرفع بہذا الكتاب اقواما ویضع بہ اخرین، اللہ اس کتاب (قرآن مقدس) کے ذریعے بہت سی قوموں کو سر بلند و سر فراز فرمائے گا اور بہت سی قوموں کو ذلیل و خوار و زلیوں فرما دیگا اس کا اگر مشاہدہ کرنا ہو تو ایک نظر مسلمان قوم کے احوال پر ڈالئے اور دیکھئے کہ جب تک مسلمان اس کتاب مقدس کو منشور ہدایت سمجھ کر اس پر عمل پیرا رہے دنیا ان کے قدموں پر کس طرح چھکتی رہی اور جب مسلمانوں نے اس کتاب ہدایت سے منہ موڑا تو دنیا بھی ان سے منہ پھیر گئی اور آج اس کی ذلت و نکیبت کا یہ عالم ہے کہ دنیا کی حقیر قومیں اس کے ساتھ وہ کھیل کھیل رہی ہیں جو بلی چوبے کے ساتھ کھیلا کرتی ہے۔ آج مسلمان قوم تمام اقوام عالم کی نگاہ میں ایک حقیر و فرمایہ قوم ہے اور ہر گری ٹپھی قوم ہی اسے لقمہ تر سمجھتی اور تختہ مشق ستم بنا رہی ہے لیکن ایک زمانہ وہ بھی تھا کہ دنیا میں جو قومیں آج متدن و مہذب بتی

پھرتی ہیں کاسہ گدائی لے کر ان کے خزانِ نعمت کی زلہ ربانی پر فخر محسوس کیا کرتی تھیں  
 دشمنوں نے بھی اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ یورپ نے علوم و فنون میں جو  
 ترقی کی اور تہذیب و تمدن کی جن قدروں کو اپنایا وہ سب مسلمانوں سے مستعار  
 لی ہوئی ہیں اور اگر اسلام کی ترک تازیوں کا سلسلہ اسپین تک نہ پھیلتا تو یورپ  
 کی سر زمین افریقہ کے دور افتادہ اور تاریک جنگلوں میں بستے والی اقوام کی طرح  
 تہذیب و تمدن سے نا آشنا رہتی۔ ڈاکٹر ڈیپر جو نامور انگریز مستشرق ہے  
 اپنی معرکہ آرا کتاب ”یورپ کے ذہنی ارتقاء“ میں لکھتا ہے۔

”اپریل ۱۰۷۱ء کا واقعہ ہے کہ اعظم مطلع یورپ پر نمودار ہوا، اس وقت  
 اس بڑا عظیم پر جہالت کی تیرہ دنار گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں اور اہل یورپ وحشیانہ  
 زندگی بسر کر رہے تھے۔ طارق اس پہاڑ پر اتر آج تک اس کے نام کی یادگار  
 ہے۔ عربوں نے قبیل سپاہ اور حیرت انگیز تیز رفتاری کے ساتھ ہسپانیہ کو مستحضر  
 کیا۔ ابھی ہسپانیہ میں مسلمانوں کو قدم جمانے زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ اس سر زمین  
 کا ایک ایک گھر علم کے دیور سے معمور ہو گیا۔ غرناطہ، طلیطلہ اور قرطبہ میں تہذیب  
 و تمدن اپنی پوری بلوہ سامانیوں کے ساتھ پھیل گیا۔ . . . . .

تمام مورخین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ غروب آفتاب کے بعد قرطبہ کی صاف

The Intellectual Development of Europe



سیدی اور پختہ ٹرکوں پر دو شہینوں سے یہ شہر لقیہہ کوڑ بن جاتا تھا۔ اس وقت قرطبہ کی آبادی دس لاکھ سے متجاوز تھی۔ اس دور میں لندن اور پیرس کی حالت کا اندازہ صرف اس ایک واقعہ سے کیا جاسکتا ہے کہ اسپین پر مسلمانوں کے قبضہ کے سات سو برس بعد بھی ان شہروں کے بازاروں میں رات کو ایک لمپ تک نہیں ہوتا تھا۔

ادھر عیسائی دنیا جہالت و وحشت میں گھری ہوئی تھی اور ادھر مسیحا تہ کے مشہور شہروں میں عالی شان کتب خانے تھے۔ خلیفہ الحاکم کے کتب خانہ کی فہرست چالیس جلدوں میں مرتب ہوئی۔

کرنل انگر سال امریکہ کے مشہور لائبریری محقق و ادیب تھے انہوں نے ایک مقالہ میں اسلام کی انقلاب انگیز تعلیمات کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے :

”حضرت مسیح علیہ السلام کے ایک ہزار سال بعد عربوں نے جس عظیم الشان اور وسیع سلطنت کی بنیاد رکھی۔ وہ عظمت و جلال میں رومہ البصری کی سلطنت سے کہیں زیادہ وسیع تھی انہوں نے مشرقیاد تا تار، ایران، عراق، عرب، شام، مصر، شمالی افریقہ، مراکش، فیض اور اسپین میں اسے تعلیمی ادارے قائم کئے۔ جاہ جبار صد گاہیں تعمیر کیں اور سائنسی تعلیم کے ادارے بنائے۔ انہوں نے علم ہندسہ راج کیا۔ الجبر کے قواعد و ضوابط مرتب کئے

وہ مساوات بدرجہ شکت کے بھی بخوبی واقف تھے۔ علم پیمائش، جیومیٹری،  
 سے لپور بھی طرح پانچر تھے۔ ستاروں کے نقشے اور نقشج انہوں نے بنائے،  
 ستاروں کے نام رکھے جو اب تک بدستور موجود ہیں۔ زمین کا حجم و ریاضت کیا  
 طریق شمس کا اندازہ کیا۔ علم و ہدایت و افلاک میں انہوں نے نت نئے  
 اصناف کئے۔ رفاص و پند و لم، کی ایجاد و کاسرا انہی کے سر سے۔ تیراب بنانے  
 کا طریقہ بھی انہوں نے سکھایا۔ قرابادین کی تدوین و اشاعت کا کام سب  
 سے پہلے سر لیں نے سر انجام دیا۔ یخیراتی شفا خاتون کا نظام قائم کیا۔ وہ جبرئیل  
 کے فن سے بھی اچھی طرح واقف تھے۔ غرضیکہ علم و فن کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے  
 جس میں اولیت کا سراپیر و ان محمد علیہ اسلام کے سر نہیں بندھا یا،  
 ایسی انقلاب انگیز کتاب ہدایت کے بارے میں جس کی افادیت کا  
 اعتراض چوں سے بڑھ کرینگا لیں گو ہے۔ اس کے سوا کیا کچھ لکھا جاسکتا ہے  
 کہ جس قوم کے پاس ایسی زبردست کتاب موجود ہے۔ اس کے نزول و اختلاط  
 پر انہوں نے جانتے اور اس کی زبوں حالی و رسیروانی کا ماتم کیا جائے۔  
 ۲۷۔ مہتاب المبارک سے ۱۳۱۷ھ کو قرآن مقدس کی چودہ سو  
 سالہ برسی منائی گئی۔ وہ لوگ اسے نزول قرآن کا جشن کہتے ہیں مگر میرا

مطلب طبعی معلومات کی کتاب کو کہتے ہیں۔

خیال ہے کہ اس دن پورے مسلمان قوم کو سوگ منانا چاہیے کہ ہمارا تعلق اب اس کتاب سے ایسا رہ گیا ہے جیسے کسی بزرگ کے مقبرے سے مجاہدوں کا ہوتا ہے یا قبر پر ست درویشوں کا۔

آج ہماری بے بسی کا یہ عالم ہے کہ ہم نے قرآن پاک کا مصرف یہ سمجھ رکھا ہے کہ اسے ازراہ تبرک ریختی ہیز داتوں میں لپیٹ کر گھروں کے اونچے طاقتوں پر رکھ دیں یا اس کے محلّی و مطلقاً ایڈیشن چھاپ دیں یا ریشم کے کپڑے پر زرتارہ تحریر سے نقش کر دیں یا اس کے نزول کے حقیقی منائش، لیکن ہم میں کتنے لوگ ہیں جو اپنی زندگیوں کو قرآن کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے بیتاب ہوں یا اس کی تعلیمات کو نشانِ راہ بنا کر قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی سی اب و تاب حاصل کرنے کی استعداد رکھتے ہوں۔

یہ مختصر سا کتابچہ قرآن پاک کے اجمالی تعارف کی نوعیت سے لکھا گیا ہے اس سے محض یہ بتایا مقصود ہے کہ مسلمانوں کو اس بات کا احساس ہو جائے کہ اس کے دامن میں وہ آفتاب ہے جس کی عینا بار لیں سے پوری کائنات جگمگا اٹھی تھی اور اگر مسلمان قوم اپنی شوکتِ رفتہ اور عظمتِ گزشتہ کو از سر نو حاصل کرنا چاہتی ہے تو اسے شیرہِ حقیقی کا علاج کرنا ہوگا۔

قرآن مقدس نام ہے اس مجموعہ کلام الہی کا جو حضور سرور کائنات محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر ۲۳ سال کی مدت میں مختلف اوقات کے اندر

وحي الہی کے ذریعہ نازل ہوا۔

وہ قرآننا ذرقتہ لتقرآء علی  
الناس علی مکث ومنزلہ  
تتزیلا۔

اور یہ قرآن وہ ہے جیسے مستحکم  
مختور اکتور کر کے اتارا تاکہ اسے  
محمد آپ سے لوگوں کو پڑھ کر  
سنائیں، پھر پھر کہہ اور ہم نے اسے  
اتارا بھی اسی انداز میں۔

(بنی اسرائیل ۲۰۲)

اس کتاب کی حفاظت کا ذمہ بھی خود خدا نے برترتے لیا چنانچہ ارشاد ہوا  
انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ  
لحافظون  
بلاشبہ ہم ہی تھے قرآن پاک  
نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت  
کا ذمہ لیتے ہیں۔ (پارہ ۱۴۵)

اور حفاظت کے لئے دو صورتیں مقرر کی گئیں اول حفظ دوم تحریر۔  
قرآن پاک کی جس قدر آیات نازل ہوتی تھیں، صحابہ کرام انہیں زبانی  
یا دہرتے تھے یا لکھ لیا کرتے تھے اس طرح عہد نبوت و رسالت میں قرآن پاک  
کے حفاظ کی ایک جماعت تیار ہو گئی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب مسیلمہ کذاب کا فتنہ اٹھا  
تو معرکہ یمامہ میں جو حفاظ و مستدر شہید ہوئے ان کی تعداد ستر سے متجاوز  
تھی (بخاری، بعض روایات میں ان کی تعداد سات سو بتائی گئی ہے۔

وہ معرکہ پیامہ اللہ اور اللہ میں برپا ہوا،

اس موقع پر بجا صحابہ کو یہ احساس ہوا کہ قرآن پاک کی جمع و تدوین اور کتابی صورت میں اس کی ترقیب و تنقیح کی ضرورت کس قدر شدید ہے۔ سب سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں اس اندیشہ نے سراٹھایا کہ اگر حفاظ اسی کثرت سے جنگوں میں شہید ہوتے رہے تو قرآن مقدس کا بہت سا حصہ ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ عہد رسالت میں آیات قرآن کو ضبط تحریر میں لانے کا کام زیادہ تر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم انجام دیتے تھے۔ کبھی کبھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی یہ خوشگوار فریضہ ادا کیا۔ بعض دیگر علیل القدر صحابہ کو بھی یہ اعزاز نصیب ہوا۔ بعض صحابہ اپنے طور پر بھی قرآن پاک کے اجزاء کو ضبط تحریر میں لاکر محفوظ رکھتے تھے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غمناک و غمناک کی خاطر چاہتے تھے کہ مسلمانوں میں قرآن پاک سے شغف میں اضافہ ہو چنانچہ آپ وقتاً فوقتاً قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنے کی رسمیت دلاتے رہتے تھے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دے۔

تخیرکم من تعلم القرآن وعلمه  
(الحديث)

اس مقصد کے لئے حضورؐ نے لوگوں میں تحریر کا شوق بھی پیدا فرمایا،  
 آپؐ نے معاویہ بن جبل کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تاکہ وہ وہاں جا کر لوگوں کو  
 قرآن پڑھنا سکھائیں اور شریعت اسلامیہ کے مسائل سے آگاہ کریں۔  
 حافظ قرآن کو اسلامی معاشرہ میں بڑی اہمیت حاصل تھی جو شخص سب  
 سے بہتر حافظ قرآن ہوتا اسے فوج کا سربراہ بنایا جاتا۔ زمان گرامی یہ تھا کہ:  
 ”اقتم بالامامۃ الترمیم“ قوم کی پیشوائی اور قیادت و امامت کا حقدار  
 وہ شخص ہے جو قرآن سے بہتر طور پر واقف ہو۔ بدر کے قیدیوں میں سے جو  
 لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان کا فدیہ یہ مقرر کیا گیا کہ ان سے ہر شخص مدینہ  
 کے دس دس امیوں کو لکھتا سکھا دیں اور آزاد ہو جائیں۔

ابتداء میں تحریر کے لئے چمڑے کے ورق استعمال کئے جاتے تھے مگر بعد  
 میں اور پتھر میں بھی استعمال ہونے لگیں۔ کھجور کی چھال، پتھر کی تلی تختیاں، اونٹ  
 کے شانے کی چوڑی ہڈی، پالان، یا کجاوے کی لکڑی پر قرآن کی آیات لکھ  
 لی جاتی تھیں۔

قرآن مقدس سب کا سب حضورؐ کے ہمدہمائیوں میں معرض تحریر میں آ  
 چکا تھا۔ مگر اس عرصہ کو ایک جگہ میں محدود کرتے کا کام خلافت راشدہ کے ہمد

لہ حاکم بن ابی اسد رکن زید بن ثابتؓ

میں شروع ہوا اور اس کا سہرا حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سر پہ  
 انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہرہ پر حضرت زید بن ثابت کو جو حضور کے عہد  
 میں کاتب و صحابی رہے تھے اس خدمت پر مامور فرمایا اور یوں قرآن مقدس  
 کو زین الدین کے انداز میں مرتب کر دیا گیا ہے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا  
 ارشاد گرامی ہے: **ع**

اعظم الناس في المصاحف احباً  
 ابو بکر رحمة اللہ علی ابو بکر ہوا اول  
 من جمع کتاب اللہ

قرآن پاک کے معاملے میں سب سے  
 زیادہ احب ابو بکر رضی اللہ عنہ کو طے گا۔ اللہ کی  
 رحمت ہو ابو بکر رضی اللہ عنہ پر کہ وہ پہلے شخص  
 ہیں جنہوں نے اللہ کی کتاب کو جمع کیا۔

اگرچہ قرآن مقدس کی ترتیب و تدوین کا تمام کام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ  
 کے عہد مبارک میں تکمیل پذیر ہو چکا تھا لیکن اس کی نشر و اشاعت اور اس کی  
 تعلیم کے توسیعی پروگرام کو فرزندِ نبی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں  
 نصیب ہوا۔ چنانچہ سلطنت اسلامیہ کے مختلف حصوں میں اس مقصد کے  
 لئے مقرر کئے گئے قاریوں اور معلموں کی باقاعدہ تنخواہ مقرر کی گئی اور قرآن  
 کی تعلیم کو تمام اقطار طحا و اسلامیہ میں لازمی قرار دیا، ایسے انسپکٹر مقرر کئے

۱۔ بخاری عن ابن السباق نے بخاری فی شرح السنۃ ۳۔ ارشاد القراء کا تین

گئے جن کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ چل پھر کر مملکت کے دور افتادہ علاقوں اور قبیلوں میں اس امر کی جانچ پڑتال کریں کہ وہ ایسا شخص تو موجود نہیں ہے جسے قرآن کی کوئی آیت سسرے سے یاد ہی نہ ہو۔ ایسے لوگوں کی شناختی پر انہیں سخت سزا دینے کا بھی ان انسپکٹروں کو اختیار دیا گیا۔

عمال کو حکم تھا کہ وہ ہر قصبہ اور ہر شہر اور ہر بسی اور ہر گاؤں میں قرآن مقدس کی تعلیم کے لئے ایسے باصلاحیت افراد کو متعین کرے جو قرآن کے حافظ اور اس کے مطالب سے آشنا ہوں۔ گورنروں کے نام ہدایات جاری کی گئیں کہ وہ اپنے زیر انتداب علاقوں میں اس امر کا جائزہ لیتے رہیں کہ تعلیم و اشاعت قرآن کا کام باقاعدگی سے اخیتم پارہا ہے یا نہیں۔

فوجی افسروں کو حکم تھا کہ وہ افواج اسلامیہ میں قرآن و مقدس کی نشرو اشاعت کا اہتمام کریں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص جن کی سرکردگی میں ایران کی سرزمین فتح ہوئی۔ ان کی فوج میں تین سو سے زیادہ حافظ موجود تھے۔

حضرت عمرؓ نے تعلیم قرآن کے لئے وادین عرب کے مطالعہ کا بھی حکم دیا تاکہ قرآن کی فصاحت و بلاغت اور اس کے اعجاز بیان کی خوبیاں لوگوں تک سمجھ میں آسکیں اور انہیں اندازہ ہو کہ ادبی نقطہ نگاہ سے قرآن پاک کیسی اعلیٰ و افضل کتاب ہے۔

حضرت عمرؓ کا فرمان تھا:



عرب کے دو ادین کا مطالعہ کرو

کیونکہ ان میں تمہارے رب کی کتاب

اور تمہارے پیغمبر کی سنت موجود ہے

آپ کے اس حکم کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ لوگ قرآن کو پڑھتے ہوئے

اعراب کی غلطی سے بچ سکیں اور عربی گرامر جو اس وقت تک مدون نہیں ہوئی

تھی اس سے روشناس ہو کر صحت قرأت کا لحاظ رکھیں۔

بلاشبہ حضرت عمر فاروقؓ نے قرآن پاک کی ترویج اشاعت اور اس

کے علوم و معارف کو عامۃ المسلمین میں پھیلانے کے سلسلے میں سب سے

زیادہ خدمات سر انجام دیں اور حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

نے ارشاد فرمایا ہے :

آج بھی جو شخص قرآن پڑھتا ہے خواہ

وہ کسی بھی خطہ کا مسلمان ہو اس کی گردن

پر حضرت عمر فاروقؓ کے احسان کا بار

گراں ہے۔

امروز ہر کہ قرآن می خواند از

طوائف مسلمین سنت فاروق اعظمؓ

رو گردن اوست۔

قرآن پاک کی اس گراں قدر خدمت کے باوصف حضرت عمرؓ کے عہد

خلافتِ راشدہ میں قرآنِ مقدس کا منضبط مجموعہ صرف ایک تھا اور وہ وہی تھا جسے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد میں مرتب کیا گیا تھا اور جو ان کے انتقال کے بعد حضرت عمرؓ کو ملا۔ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد یہ نسخہ حضرت عمرؓ کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہؓ کی تحویل میں چلا گیا اور یہی نسخہ حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت ۵۲۵ء میں نقل ہو کر تمام ممالک اسلامیہ میں بھجوا یا گیا اور اس کی متعدد نقول کی گئیں اور یوں بحیثیت ایک مرتب کتاب کے اس کی اشاعت کا معرکہ بھی سر کر لیا گیا اور اس کا سہرا سیدنا حضرت عثمانؓ کے سر بندھا۔

حضرت عثمانؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں قرآنِ پاک کی زبردست خدمت باہم طور سے انجام دی کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور کے مرتب شدہ قرآنِ پاک

---

سے امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ حدیفہ بن یمان شام کی جنگوں سے جب واپس لوٹے تو انہوں نے حضرت عثمانؓ سے اس امر کا ذکر کیا کہ لوگوں کی قراتوں میں بہت زیادہ اختلاف رونما ہو رہا ہے کہیں یہ دو و نضاری والی کیفیت پیدا نہ ہو جائے، اس پر حضرت عثمانؓ نے حضرت ابو بکرؓ والے قرآنِ پاک کو جو حضرت حفصہؓ کے پاس تھا منگوایا اور اس کی نقل مرتب فرما کر وہ نسخہ واپس حضرت حفصہؓ کو لوٹا دیا۔

کو حضرت حفصہؓ سے لے کر اس کی سات نقول فوراً تیار کر وائیں اور انہیں

تمام اہم صوبائی مراکز میں بھیج دیا۔

عام طور پر مشہور ہو گیا ہے کہ قرآن پاک کے اولین جامع حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہ ہیں لیکن محض یہ ایک غلط العام بات ہے جو زبان زد عام ہو گئی ہے اور حقیقت یہ خدمت تو خلیفہ اولؓ بہت پہلے سر انجام دے چکے تھے

حضرت عثمانؓ کا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے قرآن پاک کے مختلف و متعدد

اجزوں میں سے صرف حضورؐ کے لہجہ کو جو قریش کا معمول تھا برقرار رکھا اور اس

کے مطابق قرآن پاک کی کتابت کروائی اور اس طرح بہت سے ان فتنوں

کا سدباب فرمایا جو مختلف قرائتوں کے باقی رہنے سے وجود میں آسکتے تھے

حضرت عثمانؓ نے اس معاملہ میں اس قدر احتیاط برتی کہ قرآن پاک کے جو

بعض مرتب اجزا مختلف لوگوں کے پاس تھے انہیں ضبط کرنے کا حکم دیا لیکن

روایتیں یہی آتا ہے کہ آپؓ نے ان اجزا کو جلا دیا مگر عاقبت ان خبر مستحکم

نے تصریح کی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے ان نسخوں کو جلا دینے کی بجائے فرقوں

میں لپیٹ کر محفوظ کر دینے کا حکم دیا اور ہدایت فرمائی کہ آئندہ ان نسخوں کو

استعمال میں نہ لایا جائے۔

حضرت عثمانؓ نہیں چاہتے تھے کہ قرآن پاک تخریب و اختلاف کا شکار

ہو۔ اس لئے کہ نبی ممالک کے نو مسلم جو عربی سے نابلد تھے اگر وہ قرآنی اجزوں

کا یہ اختلاف دیکھتے اور قرآن پاک کی متعدد قرائتیں ان کے سامنے پیش  
کی جاتیں تو ان کے لئے سخت مشکل ہو جاتی اور اندیشہ تھا کہ کہیں سے  
شدید پریشانی خواب من از کثرت تعبیر ما  
کی سی کیفیت رونما نہ ہو جائے۔

مختصر یہ کہ قرآن کے جامع تو اگرچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں مگر اس  
کے ناشر اور کتابی صورت میں اس کو شائع کرنے کا اعزاز حضرت عثمانؓ کے  
حصہ میں آیا۔ اب کچھ اس قسم کی ترتیب رونما ہوئی کہ قرآن کا مہبط تو حضور اقدس  
صلعم کی ذات گرامی تھی مگر اس کی جمع و تدوین کا کام امیر المؤمنین سیدنا  
ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھوں تکمیل پذیر ہوا۔ اس کی تعلیم کی توسیع کا فرض حضرت عمرؓ  
نے سرانجام دیا اور اس کو کتابی صورت میں شائع کرنے کی ذمہ داری  
حضرت عثمانؓ نے لی۔

آج قرآن پاک کے جتنے نسخے بھی دنیا میں موجود ہیں وہ سب حضرت  
ابو بکر صدیقؓ کے اولین نسخے کی نقول ہیں اور اس میں ایک غلطی تک کا  
ذرا غناء ہوا نہ اس میں کہیں کوئی کمی کی جاسکتی ہے۔

حضرت عثمانؓ نے مصحف ابو بکرؓ کی جو نقول ایسا فرمائیں ان میں سے

سے بخاری عن انس

ایک مدینہ منورہ میں رکھی گئی اور باقی جلدیں مکہ، شام، مدینہ، بصرہ اور کوفہ  
بھیج دی گئیں۔

عبداللہ بن عباسؓ مکہ میں، معیرہ بن شہاب شام میں، ابو عبدالرحمان سلمی  
کوفہ میں، عامر بن قیس بصرہ میں اور زید بن ثابتؓ کو مدینہ منورہ میں مصاحف  
کی اشاعت کی غرض سے مقرر کیا گیا۔ مدینہ منورہ میں جو مصحف رکھا گیا اس  
کا تاریخ ۳۵ھ تک ملتا ہے۔ اس نسخہ کی پشت پر یہ عبارت لکھی گئی تھی۔

ہذا ما اجمع علیہ جماعة من اصحاب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منہم  
زید بن ثابت و عبد اللہ ابن الزبیر  
وسعد بن العاص و عبد الرحمن ابن  
الحارث بن ہشام۔

یعنی یہ وہ نسخہ ہے جس پر صحابہ  
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت  
کا اتفاق رائے ہو گیا ہے، ان میں  
زید بن ثابتؓ، عبد اللہ بن زبیرؓ،  
سعید بن العاصؓ، عبد الرحمن بن حارثؓ  
بن ہشام شامل ہیں۔

ان چار بزرگوں کے علاوہ اور بہت سے صحابہ کے نام بھی اس نسخہ پر  
مندرج تھے۔ مکہ معظمہ میں بھی اسی دور میں ایک مصحف موجود تھا اور اٹھویں  
صدی ہجری میں لوگوں نے اس کی زیارت کی مگر پھر وہ بھی غائب ہو گیا۔

۱۰ بخاری کتاب التفسیر باب جمع القرآن

دمشق میں مصحف عثمانی موجود ہے اور کے آثار تک دیکھا گیا۔ اس نسخہ کو ابوالقاسم سبکی نے ۱۹۵۶ء میں جامع دمشق کے مقصورہ میں دیکھا۔ علامہ شبلی نعمانی صاحب شام گئے تو انہوں نے بھی اس نسخہ کی زیارت کی لیکن سلطان عبدالحمید کے زمانہ میں جب یہ مسجد نذر آتش ہوئی تو مستر آن پاک کا وہ نسخہ بھی ضائع ہو گیا۔ ۱۵۷۶ء

پھرہ میں مصحف عثمانی ۱۹۵۵ء تک موجود تھا۔ بعد ازاں یہاں سے وہ قرطبہ پہنچا اس وقت خلیفہ معتقد نے اس پر قبضہ کیا۔ پھر جب ابوالحسن نے تلمسان فتح کیا تو یہ نسخہ اس کے قبضہ میں چلا گیا۔ اس کے مرنے کے بعد پرتگیز پہنچا۔ وہاں سے ایک تاجر نے اسے کسی طرح اسے حاصل کیا اور ۱۹۵۵ء میں اسے اپنے ساتھ فاس لے آیا اور وہاں مدقون یہ نسخہ موجود رہا۔ یہی وہ محلہ ہے جس کی تلاوت کرتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ ایک مدت تک یہ محلہ بنی امیہ کے پاس رہا۔ ان کی خلافت جب دمشق سے منتقل ہو کر اسپین (اندلس) پہنچی تو یہ نسخہ ان کے پاس موجود تھا۔ وہاں سے یہ فاس کے شہزادہ شاہی میں منتقل ہو گیا۔

مشہور سیاح ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ اس نے آنکھوں میں

۱۰ تہذیب الاخلاق بابت صفر ۱۳۲۹ھ کے مراکش کا قدیم دار الحکومت

صدی ہجری میں یہ نسخہ جامع بصرہ میں موجود پایا اور اس پر حضرت عثمان کے خون کے دھبے نمایاں تھے۔ یہی نسخہ ۱۹۰۴ء میں بخارا سے روس کے پازیتخت ماسکو پہنچا، وہاں سے پھر واپس بخارا لایا گیا۔ لیکن ۱۹۲۳ء میں کمیونسٹ روسی ترکستان پر قابض ہوئے تو اس نسخہ کی اہمیت کے پیش نظر اسے واپس ماسکو لے گئے۔ یہ مصحف عثمانی روس کیسے پہنچا۔ اس کے بارے میں صحیح صورت یہ ہے کہ امیر تیمور کے زمانہ میں ابوبکر شناختی نے بخارا میں شیخ عبداللہ کے مرقد پر رکھ دیا۔ جہاں سے روسی کمیونسٹوں نے اس پر قبضہ حاصل کیا۔

علامہ مقریزی نے کتاب المخطوطات میں جہاں قاضی فاضل کے مدرسہ کا ذکر کیا ہے وہاں نے اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے کتب خانہ میں مصحف عثمانی کا نسخہ موجود تھا جو قاضی موصوف نے بیس ہزار روپیہ میں خرید لیا تھا۔ قاہرہ کے اخبار وادی الفیل میں ان تبرکات کی فہرست شائع ہوئی ہے جو خلافت کے ترکی مہتل ہوتے وقت سلطان سلیم اول کے حوالے کی گئیں ان میں ایک حضرت عثمان کا، ایک حضرت علیؑ علی ابن ابی طالب کا اور ایک

---

یہ مصحف عثمانی کا وہ نادر و نایاب قلمی نسخہ آج روسی ترکستان کے قدیم شہر بخارا کے میوزیم میں محفوظ ہے اور اس کی فوٹو سٹیٹ کاپیاں تقریباً دنیا کے ہر اسلامی ملک میں موجود ہیں۔ حکومت روس نے ایک کاپی حکومت پاکستان کو بھی بطور تحفہ دی تھی۔

امام زین العابدین کے ہاتھ کا لکھا ہوا شکران بھی ہے۔

قرآن پاک کا ایک نادر و نایاب اور نہایت گراں بہا اور قیمتی نسخہ مشہد

مقدس میں حضرت علی ابن ابی طالب کے ہاتھ کا لکھا ہوا موجود ہے جس پر

آپ کے دستخط بھی ثبت ہیں۔ شکران مقدس کے متعدد اوراق حضرت

علی رضی اللہ عنہ ابی طالب کے ہاتھ کے لکھے ہوئے مختلف مقامات پر موجود ہیں

لاہور کی فتاہی مسجد، اوتج کے قدیم خاندانوں اور ہندوستان و پاکستان کے

بعض کتب خانوں میں ایسے بہت سے نسخے موجود ہیں جن کے بارے میں

عام شہرت یہ ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لکھے ہوئے

ہیں۔ مگر ان میں سے پیشتر کی صحت مشکوک ہے۔

نومبر ۱۹۳۰ء میں ایران کے محکمہ اثربایات کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا

لکھا ہوا ایک نسخہ قرآن ایران کر دستاں کے ضلع آرمان کے ایک گاؤں

نخل کی ایک مسجد سے دستیاب ہوا۔ یہ نسخہ متبرکہ طہران کے عجائب خانہ

آثار عتیقہ میں بحفاظت تمام رکھا ہوا ہے۔

اسی محکمہ کو ۱۹۳۲ء میں ایک اور نسخہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دست مبارک کا

جو کوئی رسم الخط میں ہے دستیاب ہوا اور اس کو بھی عجائب خانہ مذکور میں رکھ

دیا گیا۔

شکران مقدس کا ایک اور نسخہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے دست مبارک کا



تخریب فرمودہ جس کی ضخامت چار سو صفحات پر مشتمل ہے اور ہرن کی کھال پر لکھا ہوا ہے۔ یہ بھی ایران میں موجود ہے۔

ایک اور چھوٹی تقطیع کا قرآن حضرت امام سجاد زین العابدین کے ہاتھ کا لکھا ہوا بھی محفوظ ہے۔ ان پر دو نسخوں کے چند اوراق کا عکس ۲۹ جلدی الاخر ۱۳۲۵ھ کے اخبار ایران میں شائع ہوا تھا۔

حضرت امام حسینؑ کے کئے ہوئے چند اوراق کلام پاک بخط کوفی امیر تیمور کو سلطان بایزید بلدرم کے کتب خانہ سے دستیاب ہوئے تھے جن کو سلطان تیمور نے بہ حفاظت رکھا۔ ۱۸۵۶ء میں یہ اوراق بہادر شاہ ظفر آخری تیموری فرماں روا سے چھین کر لندن بھجوا دیئے گئے۔ لیکن تین ورق جن میں سے ایک پر شاہ جہاں کی ہر ثبت ہے اب بھی وہی کی جامع مسجد میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں قرآن پاک کا جو مجموعہ مرتب کیا گیا اور جس کی نقول بعد میں حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں شائع کی گئیں ان پر نہ نقطے تھے نہ اعراب لیکن جس طرح اردو پڑھنے لکھنے والوں اور اردو بولنے والوں کو کبھی اردو کے تلفظ میں اعراب کی ضرورت پیش

۱۰ عبقریۃ الامام عباسؓ و العقاد

نہیں آئی۔ اسی طرح جب تک قرآن مقدس عرب کے حدود و ملکات میں  
 محدود رہا، اس کے لئے نہ اعراب کی ضرورت تھی نہ نقطوں کی، عربوں کو  
 ان کے پڑھنے میں کبھی وقت پیش نہیں آئی۔ اس لئے کہ عربی ان کی مادری زبان  
 تھی اور وہ قرأت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بخوبی واقف تھے، لیکن  
 جب عجمی قومیں بڑی تیزی سے اسلام کی حلقہ بگوش ہونے لگیں تو عربی زبان سے  
 نا آشنا ہونے کے باعث ان کو اس امر میں سخت دشواری پیش آئی کہ وہ صحیح  
 طور پر کتاب اللہ کی تلاوت کر سکیں چنانچہ ضرورت محسوس کی گئی کہ قرآن  
 پاک کی تلاوت کو سہل اور آسان بنانے کے لئے کوئی صورت پیدا کی جائے  
 اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ کو اس سعادت سے بہرہ ور فرمایا  
 انہوں نے اپنے شاگرد رشید جناب ابوالاسود دؤلی کو نحو کے آداب و قواعد  
 سکھائے اور قرآن مقدس کو نقطوں اور اعراب سے متعارف کرایا۔ بعض  
 مورخین کے نزدیک معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کی رائے میں عبد اللہ بن مروان  
 کے زمانہ میں نقطے اور اعراب لگانے کی تجویز منظر عام پر آئی۔  
 اس سلسلہ میں حجاج بن یوسف ثقفی کا نام لیا جاتا ہے۔ یہ شخص جو اپنے  
 ظلم و ستم کے لئے مشہور ہے اس کی زمانگی کا یہ پہلو بھی کم تعجب اشیاء نہیں کہ

۱۔ فقیریتہ الامام عباس محمود العقاد

اسے مستدرک پاک سے غیر معمولی شغف تھا اس نے مجھوں تکس قرآن پاک کو پہنچانے کے لئے نقطوں و اسے قرآن پاک کثیر تعداد میں شائع کئے۔ یہ جو مشہور ہے کہ ان نقاط کا موجد بھی حجاج تھا تو جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا یہ بات درایت اور روایت بھی چنداں قابل اعتبار نہیں ہے۔ تاہم یہ بات ضرور ہے کہ اس نے ممالک عجم میں قرآن پاک کے منقوہ نسخوں کو رواج دیا جس سے تفسیر قرآن کی ایک مستحسن صورت پیدا ہوئی۔

ایک روایت کے مطابق حجاج کے صرف نقطوں کے ذریعے اعراب کا اظہار کر کے لکھوانا شروع کیا لیکن یہ طریقہ نقائص سے خالی نہ تھا اس لئے خلیل بن احمد نحوی نے نقطوں کے عوض مروجہ ذریعہ، اعراب کی علامات یا کواکب واقعہ یہ ہے کہ عربی زبان کو دنیا کی زندہ جاوید بنائے میں سب سے زیادہ ماخذ قرآن مقدس کا ہے اور ایک دنیا اس امر کا احترام کر چکی ہے کہ عربی زبان میں جو آگ و تاب موجود ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عربوں کے پاس ان کے ادب اعلیٰ کا شاہکار موجود ہے اور وہ قرآن مقدس ہے۔

اسے ایک روایت میں ہے کہ جب حجاج کا انتقال ہوا تو اس کے پاس سے اسلمہ، چند کے اور قرآن پاک کا ایک نسخہ نکلا۔ وہ خود بھی قرآن پاک کا حافظ تھا تاریخ ادبیات عرب صفحہ ۲۰۳

یہاں ایک واقعہ ذہن کے سراپوں پر ابھر آیا جس سے مفہوم زیادہ واضح ہو سکتا ہے۔ مشہور سیاسی لیڈر اور نامور خطیب مولانا سید عطار اللہ شاہ بخاری نے ۱۹۵۱ء میں ایجن حملیت اسلام کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے اردو کے صاحب طرز ادیب مولانا ابوالکلام آزاد کی تالیف و عبارتِ خاطر کے بارے میں یہ تاثر پیش فرمایا تھا کہ

”اگر اردو ادب کی تمام کتابیں دیا برو ہو جائیں اور تمام ذخیرے تباہ ہو جائیں تو صرف ایک عبارتِ خاطر کے ذریعے اردو ادب کو از سر نو جنم دیا جاسکتا ہے۔“

بجہتہ یہی بات زیادہ تحدی کے ساتھ ہم قرآن مقدس کے بارے میں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اگر عربی کا تمام تصنیفی اثاثہ غارت ہو جائے تو عربی زبان و ادب کے وجود کو دنیا کی کوئی طاقت حرفِ غلط نہیں بنا سکتی۔ پروفیسر نکلسن ایم۔ اے نے تاریخ ادبیات عرب میں لکھا ہے کہ

”عربی تمام دنیا سے اسلام کی متبرک زبان بن گئی اور یہ لہجتی طور پر قرآن کا اعجاز تھا۔ قرآن نے عربی زبان و ادبیات پر حیران کن اثر ڈالا۔ قرآن مقدس کے متن کو تحریف سے بچانے اور اس کی

سلسلہ لٹریچر کی سہیلی آفٹ سوز ڈیباچہ صفحہ ۲۳

ناقابل فہم آیات کی تشریح و توضیح و تفسیر کے لئے مسلمانوں نے فن  
 بخوار من لعت ایجاد کیا اور زمانہ قبل از اسلام کے ادیبی ورثہ  
 اور تاریخی روایات کو ٹٹنے سے بچا لیا۔

بنو امیہ کے حکمران طبقہ کے متعلق . . . . . تسلیم کرنا پڑے گا کہ  
 انہوں نے قرآن پاک کی بیش بہا خدمات سر انجام دیں۔ خلیفہ عبدالملک بن مروان  
 نے اس مہم میں سب سے بڑھ کر حصہ لیا اور لوگوں میں قرآن پاک کا شوق پیدا  
 کرتے ہیں اس کا حصہ سب سے زیادہ ہے۔ یہ اس کے قرآن پاک سے شفقت  
 ہی کا نتیجہ تھا کہ اس نے اپنے عہد حکومت میں سرکاری سکھ پر قرآن کی آیات  
 کندہ کروائیں۔ اس نے عربی رسم الخط کے تقاضوں کو دور کرنے، قرآن پاک کی  
 تفسیر و تشریح کو آسان اور عام فہم بنانے اور قرآنی علوم کو پھیلانے میں نمایاں  
 کردار ادا کیا۔

ایک موقع پر اس کا لڑکا اسلامی جنگوں کے حالات پڑھ رہا تھا عبدالملک  
 نے اس کتاب کو چلانے کا حکم دیا اور اپنے بیٹے کو نہایت ہی کہ وہ اس فہم کی کتابوں  
 کی بجائے قرآن پاک کے مطالعہ میں اپنا وقت صرف کرے۔ ولید بن عبدالملک کو  
 بھی قرآن پاک سے والہانہ تعلق خاطر اپنے باپ سے ورثہ میں ملا۔ اس کا دور  
 اگرچہ فتوحات کا دور ہے اور خود وہ فنون لطیفہ کا بڑا شائق تھا بالخصوص  
 فن تعمیر میں اس کی دل چسپی اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ اس کے درباری امریکا

موضوع گفتگو عموماً انتہائی تعمیرات کے سوا کچھ نہ تھا مگر اس نے حفظ قرآن کے لئے لوگوں کو ترقیب و تہذیب و دونوں طریقوں سے آمادہ کیا۔ وہ قرآن کے حافظوں کو اگر ان قدر و طاقت سے نوازا تا اور ان لوگوں کو تہذیب و تادیب کرتا جو اپنے بچوں کو قرآن پاک یاد نہیں کرتے تھے عرصہ تک اس معاملہ میں ولید کا رویہ حضرت عمر فاروقؓ سے ملتا جلتا تھا۔

عبدالملک بن مروان اور اس کے بیٹے ولید بن عبدالملک کے عہد سلطنت و اقتدار میں قرآن مقدس حدود و مغرب سے نکلی کر بلکہ یوں کہیے کہ سر زمین ایشیا سے بڑھ کر افریقہ اور یورپ تک پھیل گیا۔ شروع شروع میں افریقہ کے بربروں نے قرآن کی مزاحمت کی اور یہ کوششوں کی کہ مسلمانوں کی تبلیغی سرگرمیوں میں رکاوٹیں ڈالیں، بربروں نے اپنی بہادر بادھ کا ہنہ کی سرکردگی میں مسلمان حملہ آوروں کی زبردستی مدافعت کی اور اسلامی تخریب کو دبانے اور اسلام کے انقلاب انگریز پیغام سے کان بند کرنے اور قرآن مقدس کے پیر تباہوں سے آنکھیں موندنے کے لاکھ جتن کئے لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ افریقہ، ہادی اور روحانی دونوں اعتبار سے مسلمانوں سے شکست کھا گیا۔ بالآخر ہی افریقہ اسلام کی عالمگیر تخریب کا علمبردار بن کر اٹھا۔ انہی بربروں کی مدد سے طارق ابن زیاد نے ۶۳۰ء میں ہسپانیہ کو مسخر کیا اور وہ خطہ جیساں پر جدیدوں سے تہذیب و تمدن نام کی کسی سے لوگ آشنا تک نہ تھے بہ طرف

سدرآن پاک کی عظمت کے ترانے گونجنے لگے۔

اس تاریک براعظم میں اسلام کا نور ان علیل القدر علماء و فقہاء امت نے پھیلایا جو قرآن مقدس کے حامل اور علوم اسلامیہ کے امین تھے اور جنہیں مسند نبوت کی وراثت حق کی جانب سے ودیعت ہوئی تھی۔ ان بندگان حق کی نفس گرم و آہ سرد کی بدولت یہ سلسلہ پھیلتا چلتا گیا۔ یہاں سے قرآن پاک کی مقدس تعلیمات کا آوازہ سوڈان اور دیگر ہمیشی اقوام تک جا پہنچا، اور دریائے نائجر کے بالائی حصہ میں گھر گھر سے قرآن پاک کی آوازیں بلند ہونے لگیں تاکہ پورا افریقہ علوم قرآنیہ کی روشنی سے جگمگا اٹھتا۔

ٹنسیکی کا مشہور شہر اسلامی علوم و فنون کا گوارہ بن گیا اور صدیوں تک یہاں دینی تعلیمات اور قرآنی علوم کا چرچا رہا۔ ابن بطوطہ نے چودھویں صدی عیسوی میں افریقہ کا سفر کیا۔ وہ ہمیشی مسلمانوں کے بارے میں رقمطراز ہے کہ یہاں کے مسلمان اپنے صوم و صلوات میں قرآن پڑھتے ہیں اور

قرآن پاک سے گہری وابستگی رکھتے ہیں۔

سوڈان سے قرآن مقدس افریقہ کے بیشتر ممالک کو اپنے دائرہ اثر میں لیتا ہوا البربر تک جا پہنچا۔ گویا ایک طرف مغرب اور دوسری جانب شمال مشرق کے تمام ممالک اسلامی تعلیمات کے نور سے مشور ہو گئے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو افریقہ کی سرزمین کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس حصہ سے

قرآن کی ہدایات کا دائرہ پھیلتے پھیلتے ایک طرف یورپ کو اپنی لپیٹ میں لے آیا اور دوسری جانب ایشیا کے ان دور دراز علاقوں کو اس نے متاثر کیا جو اس سے پہلے اسلام کے فیوض و برکات سے محروم تھے۔

اسپین میں گاتو قوم کی حکمرانی تھی۔ یہ عیسائی حکمران ٹولہ ہسپالوزی عوام کو تختہ مشق ستم بنا رہا تھا۔ افریقہ کے مسلمان گورنر موسیٰ بن نصیر کو جب علمی اضطراب کی خبریں پہنچیں اور ان کے نوٹس میں یہ بات لائی گئی کہ ان کے ہمسایہ مغربی ملک میں ظلم پیشہ حکمران مسلط ہیں تو انہوں نے ان ظالموں کو کیفر کر وار تک پہنچانے کی غرض سے اپنے فوجی جبریل طارق ابن زیاد کو اسپین بھیجا اور یہیں اس یورپی ملک میں قرآنی تعلیمات کو نفوذ و تاثر کا موقع ملا اور ایک وقت وہ آیا جب اسپین کی سر زمین قرآن مقدس کی تعلیمات کی آماجگاہ بن گئی اور اطراف و اکناف کے لوگ یہاں کے علماء اسلام سے استفادہ کی غرض سے پہنچنے لگے اور اسپین کے ہر شہر میں عظیم الشان اسلامی درسگاہیں جا رہی تھیں۔

ایک زمانہ میں ایسی درسگاہوں کی تعداد دس ہزار سے متجاوز تھی جن میں قرآنی علوم و فنون کی تعلیم کا یہ طور خاص اہتمام کیا گیا تھا۔ یورپ کی سر زمین بھی مسلمانوں کی شہ مندرہ احسان ہے اور اس کی ہتھیاری، عمرانی، تمدنی اور ثقافتی زندگی کے ارتقا میں قرآن مقدس کی تعلیمات



کی چھاپ آج تک نمایاں ہے۔ ہسپانیہ میں علوم قرآنیہ کی اشاعت نے جو انقلاب برپا کیا، اس کی ایک ادنیٰ مثال جرمنی کے مشہور عیسائی مصلح مارٹن لوتھر کا مغالہ ہے۔ وہ پندرہویں صدی عیسوی میں اسپین پہنچا اور یہاں آکر اس نے علمی فیوض سے استفادہ کیا جو قرآن مقدس کی تعلیمات کی بدولت اس خطہ ارض میں عام ہو چکے تھے۔

مارٹن لوتھر نے اطالوی درسگاہوں میں اپنی تعلیم مکمل کی تھی جہاں لٹری اور اسلامی فلسفہ کی تعلیم پر ثرا زور دیا جاتا تھا۔ اس نے قرطبہ، غرناطہ اور طلیطہ کا بھی سفر کیا۔ یہ تینوں شہر قرآنی فلسفہ افکار اور اسلامی تعلیمات کے زہرست مرکز تھے۔ مارٹن لوتھر پہلا شخص ہے جس نے قرآن مقدس کا جرمن زبان میں ترجمہ کیا۔ یہی لوتھر بعد میں پروٹسٹنٹ فرقہ کا بانی بنا جس کے سبب پاپائے روم نے اس پر کفر کے فتوے عائد کئے اور اسے باضابطہ عیسائی مذہب کے دائرہ سے خارج کر دیا گیا۔

مارٹن لوتھر کے اس ایک واقعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مقدس کی تعلیم کس قدر اثر انگیز اور انقلاب برپا کر دینے والی تحریک تھی اور دنیا نے اس تحریک سے کیا کچھ فوائد حاصل کئے۔

چین کی سرزمین میں قرآن مقدس کی باقاعدہ اشاعت تو اگرچہ پہلی صدی ہجری میں شروع ہو گئی تھی اور اکاد کا مسلمان اس وسیع علاقہ میں مختلف اطراف

میں قرآنِ مقدس کی تعلیم کو پھیلانے کی سرگرم کوششوں میں مصروف تھے لیکن  
 ۱۹۴۷ء میں جب مستوق لغراخاں والی ترکستان نے اسلام قبول کیا تو قرآن  
 پاک کی اشاعت کی یہ ہم زور پکڑ گئی۔

مستوق لغراخاں جس کا اسلامی نام عبدالکریم رکھا گیا تھا اس کے مشرف بہ  
 اسلام ہونے کے بعد اس علاقہ کے مسلمان مبلغ زیادہ جرات کے ساتھ اس بہتر  
 انداز میں اشاعت قرآن میں مشغول ہو گئے چنانچہ قرآنی تعلیمات کے اثرات  
 ایک طرف تبت، منگیانگ اور منگولیا تک پہنچ گئے اور دوسری جانب  
 ترکستان کا تمام علاقہ اسلامی تعلیمات سے روشناس ہو گیا۔

ایک ترکستان ادیب منصور چیگیز کا کہنا ہے کہ مشرقی چین کو چھوڑ کر جہاں  
 غریب تاجروں نے قرآنِ کریم کی تعلیمات کو عام کیا۔ باقی ملک میں ترکستان  
 کے باشندوں ہی کے ذریعے اسلام کی اشاعت ہوئی۔ یہ بھی قرآن پاک ہی کا  
 ایک کوشش ہے کہ چیگیز اور اس کے پوتے ہلاکو کے ہاتھوں عالم اسلام پر جو تباہی  
 آئی اس کو گزرے دس بیس سال کا عرصہ بھی نہیں گزرا تھا کہ خود چیگیز و ہلاکو  
 کے خاندان میں اسلام کے اثرات پھیلنے لگے۔

ہلاکو کا بیٹا نکودار خاں مشرف بہ اسلام ہو گیا اور اس نے اپنا نام محمد یا  
 احمد رکھ لیا۔ ہلاکو کے اس فرزند سعید کے ہاتھوں بہت سے تاتاری مسلمان ہوئے  
 اس نے مصر کے فرمانروا کو جو خط لکھا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی اس

کاباپلٹ میں قرآن مقدس کی پر تاثیر آواز کا ماتھ تھا۔ اس نے خط میں لکھا تھا  
 ”یہ سب العزت کا ہم پر خاص فضل و کرم ہوا کہ اس نے عین عالم  
 شایب میں ہمیں اپنی الوہیت و وحدانیت کے اقرار اور محمد کریم  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کی نعمت سے سرفراز فرمایا یہ  
 اسی کی توفیق کی کرشمہ سازی ہے کہ اس نے ہمارے دلوں کے  
 دریچے اپنے مقبولین و مقربین بارگاہ کی محبت کے لئے وا کر دیئے  
 اور دین اسلام کی حلقہ بگوشی سے ہمیں مشرف کیا۔“

نکو دارخان ایک باغی سردار کے ہاتھوں قتل ہو گیا مگر اپنے زیر انتداب  
 علاقوں میں اس نے جو جوت جگائی تھی اس کی لوند ہم نہیں پڑی سلطان غاغان  
 جو بدھمت کا پیرو تھا اپنے عہد اقتدار میں مشرف بہ اسلام ہو گیا تو بلانی خان  
 کا پوتا برکہ خان بھی اسلام کا حلقہ بگوش بن گیا۔ ہلاکو کا پوتا سلطان خدا بند راجو  
 بخارا کا حکمران رہا ہے۔ اس نے بھی اسلام کی دولت سے اپنا دامن مالا مال کر  
 لیا اور بلا و متوسط میں چغتائی خان کے پڑ پوتے براق خان نے ۱۲۵۴ء میں اسلام  
 قبول کیا اور اپنا نام غیاث الدین رکھا۔ ادھر کاشغر میں تغلق تیمور والی کاشغر  
 شیخ جمال الدین ایرانی کے دست حق پرست پر تائب ہو کر مسلمان ہو گیا۔

لے التائب جلالی

اس طرح وہ عظیم اور زبردست قہر مانی قوت جس نے اسلامی سلطنت کو تہہ و بالا کر دیا تھا، جس نے بغداد کی ایٹھ سے ایٹھ پچاوی عقی اور جس نے مسلمانوں کی شان و شوکت کو تباہ و برباد کرنے میں کوئی دقیقہ فر و گذاشت نہیں کیا تھا خود اسلام کی آغوش میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئی۔

۱۳۱۳ء میں وسط ایشیا کے ایک ترک حکمران ازبک خان نے اسلام کا علم بلند کیا اور جمہوریہ ازبکستان کا وہ سارا علاقہ اسلام کی روشنی سے جگمگا اٹھا جہاں سے کبھی چوکیز و ہلاکو کے قافلے اسلامی سلطنتوں کو بلیا میٹ کرنے کے لئے بڑے ظمطراق سے گذرے تھے۔ تاریخ کا یہ عجیب العقول واقعہ ہے کہ اسلام کی توسیع و اشاعت میں مسلمان حکمرانوں، سلاطین اسلام اور فاتحین عالم کی کاوشوں کا دخل سب سے کم ہے۔ اس کے برعکس اسلام کے فروغ کا باعث وہ تاجر ہوئے جو اسلامی ملکوں سے مال تجارت لے کر دوسرے غیر اسلامی ملکوں میں جاتے تھے یا دور و راز کے علاقوں سے مال تجارت لے کر اسلامی سلطنتوں میں اسے فروخت کرتے تھے۔ مالا بار کا ساحل ہو یا گجرات کا خطہ، انڈونیشیا ہو یا ملایا، کرغیزستان ہو یا کیشیا ان سب علاقوں میں اسلام نہ سیاستدانوں کا مہین منت ہوا نہ سپہ سالاروں کا، نہ حکمرانوں کا ممنون کرم بنانہ فرمانرواؤں کا بلکہ اس کی اشاعت کا سہرا ان تاجروں کے سر بندھا جو سامان تجارت کے ساتھ ساتھ اکیان کی دولت بھی ساتھ لے کر جاتے تھے اور اسے

گراہن وادی صلاحت میں مفت تقسیم کرتے تھے یا پھر ان درویش نش عالموں  
صوفیوں اور نقشبندیوں کو اس کا اعزاز نصیب ہوا جو بے سرو سامان اور مفلس  
و بے لواتے مسکین کے جیب و دایان دل میں ایمان کا بیش بہا خزانہ مستور تھا۔  
نویں صدی عیسوی میں تاجروں کا ایک قافلہ ایمان کی دولت لٹاتا ہوا  
ہینچا اور ان کے فیضان عمل سے نہ صرف بلغاریہ بلکہ روس اور مشرقی یورپ  
کے بہت سے ملکوں میں اسلام کی صداقت کا سکہ رواں ہو گیا۔ یہ تاجر عموماً پشینیہ  
کی درآمد و برآمد کا کاروبار کرتے تھے۔

۹۲۱ء میں عباسی حکمران مقتدر باللہ نے روسیوں کے پاس سفیر بھیجے  
تاکہ ان مسلمانوں کا تحفظ کیا جاسکے جو اس سر زمین میں بہت کم تعداد میں ہیں  
نیز انہیں دینی تعلیم سے آگاہی حاصل ہو۔

بلغاریہ کا بادشاہ اپنے خاندان سمیت مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ اس نے خلیفہ  
مقتدر باللہ سے درخواست کی کہ ہمارے لئے ایک استاد و معلم بھیجا جائے  
چنانچہ خلیفہ مذکور نے احمد بن فضلان کو اس مقصد کے لئے روانہ کیا۔  
احمد بن فضلان نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے

ہم ہنرمند مسلمان چھری کو اتوار کے دن بلغاریہ پہنچ  
گئے۔ ہمارے زمانہ قیام میں اس ملک کا بادشاہ اور اس ملک  
کا بادشاہ اور اس ملک کے خواص ہم سے مشران پاک

کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ مگائے

ہے باشکر قوم کا بیان مرتبہ ابن فضلین یا قوت بحوالہ  
دعوت اسلام۔  
باشکر قوم (بدھمت کارا مہب)



## ترجمہ قرآن کا آغاز مزید

مسلمان قرونِ اولیٰ میں عربی زبان سے گہری دل چسپی رکھتے تھے وہ شوش کرتے تھے کہ چونکہ عربی مسلمانانِ عالم کی قومی اور مذہبی زبان ہے اس لئے وہ تمام اقوام جو اسلام کی حلقہٴ بگوش ہوئی ہیں عربی ہی کو اپنی زبان بنا لیں تاکہ مذہب سے ان کا براہِ راست رابطہ قائم رہے۔

چنانچہ خلافتِ راشدہ کے بعد کے دور میں جب تمام استبدادِ بنی امیہ کے ماتحتوں میں مٹی انہوں نے مقدور رہبر کوشش کی کہ جہاں جہاں اسلامی سلطوت و عظمت کا پھر یہ الہ راستے وہاں عربی اس ملک کی قومی اور سرکاری زبان قرآن پائے۔ یہ اسی حکمتِ عملی کا نتیجہ تھا کہ لیبیا، مراکش، الجزائر، تیونس، مصر وغیرہ ممالک مفتوحہ کی زبان آج بھی عربی ہے۔ بنا بریں قرآن کے ترجمہ و تفسیر کو کسی دوسری زبان میں منتقل کرنے کا عمل کبھی پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا گیا بلکہ اس کی سرکاری اور قومی سطح پر حوصلہ شکنی کی گئی۔

افریقہ میں موحدین کی حکومت کے عہد میں جس کا سلسلہ الجزائر سے اٹلس

تک محیط تھا۔ جب پہلی مرتبہ بربری زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا گیا تو علما نے اس کی سخت مخالفت کی اور قرآن کو کسی دوسری زبان میں منتقل کرنے کو حرام قرار دیا اور اس معاملہ میں اس حد تک شدت برتی کہ اس ترجمہ کا نام و نشان تک مٹا دیا گیا۔

ہندوستان میں قرآن پاک کا ترجمہ فارسی زبان میں حضرت الامام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کیا۔ انہوں نے اس ترجمہ کا نام فتح الرحمن رکھا اس ترجمہ کا ایک نسخہ مخطوطہ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں موجود ہے۔ شاہ صاحب کے زمانہ میں بھی علما نے اس حرکت کا سخت برا منایا اور شاہ صاحب کو زبردست مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ دہلی کی مسجد فتح پوری میں ان کے قتل کے منصوبے تک بنتے رہے۔ مگر شاہ صاحب کے عہد اور موحدین کے عہد میں ایک نکتہ کا بنیادی فرق موجود ہے۔ موحدین کے دور میں ترجمہ قرآن کی مخالفت کا باعث صرف یہ تھا کہ عربی زبان سے مسلمانان عالم کا رابطہ منقطع نہ ہونے پائے اور وہ اس زبان سے بیگانہ نہ رہ جائیں لیکن شاہ صاحب کے عہد میں اس مخالفت کی اہمیت میں یہ جذبہ کار فرما تھا کہ اگر قرآن پاک کا ترجمہ عام فہم ہو گیا تو مولویوں کی، جس مخلوق کو دین پر زبردستی مسلط کر دیا گیا ہے، کی اجارہ داری اور مذہبی آمریت کو صفت پہنچے گا۔ گویا عمل ایک ہی تھا مگر اس کی مخالفت کے لئے دو مختلف نظریات کو بروئے کار لایا گیا۔ ایک نظریہ



سراسر خیر پر مبنی تھا اور دوسرا نظریہ سراسر استحصال تھا۔  
 فارسی زبان میں قرآن پاک کا اولین ترجمہ غالباً شیخ مصباح الدین سعدی شیرازی  
 نے کیا۔ انہی کے عہد میں اوتوح کے خاندانہ بخاریہ کے منتسبین میں سے ایک  
 بزرگ نے بھی قرآن پاک کو فارسی جامہ پہنایا۔ یہ بزرگ برہانپور کے خواجہ  
 ابوالفتح تھے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ترجمہ قرآن کی مخالفت کا وہ نظریہ متروک ہو چکا  
 تھا جس کے تحت علما کسی غیر زبان میں قرآن پاک کو منتقل کرنے کی اجازت لینے  
 کے لئے آمادہ نہیں ہوتے تھے۔ فارسی کے علاوہ ترکی زبان میں بھی قرآن  
 کے بعد ایک یہودی نے قرآن پاک کا ترجمہ چینی زبان میں کیا۔ یہ ترجمہ شنگھائی  
 سے شائع ہوا۔ اس میں لاہوری مرزا بیوں کے امیر مولوی محمد علی کے انگریزی  
 ترجمہ سے مدد لی گئی۔ علما نے اسے بھی ناپسند کیا۔

۱۹۳۳ء میں چینی زبان میں ایک مستند ترجمہ قرآن شائع ہوا۔ اس کے  
 مترجم چین کے جدید عالم تھے۔ ان میں سے ایک جامعہ ازہر مصر کے  
 فارغ التحصیل تھا۔ اس ترجمہ میں عربی متن درج نہیں ہے، البتہ آیات پر  
 مبرورج ہیں اور کہیں کہیں تفسیری حاشیے بھی موجود ہیں۔

۱۹۲۱ء میں قرآن پاک کی بعض آیات کا انتخاب مع ترجمہ پکنگ سے چینی  
 زبان میں ایک عمدہ اور دیدہ زیب کتاب کی شکل میں شائع کیا گیا تھا۔

جاپانی زبان میں سب سے پہلے ترجمہ قرآن کی سعادت شیخ عبدالرشید ابراہیم کے حصہ میں آئی۔ انہوں نے دیگر جاپانی علما کی مدد سے اسے مکمل کیا ہے۔  
جماعت اسلامی پاکستان کے زیر اہتمام بھی جاپانی زبان میں قرآن کے ترجمہ و تفسیر کی اشاعت کا اہتمام کیا گیا ہے۔

جاوی زبان میں جسے انڈونیشیا کی سب سے بڑی زبان ہونے کا فخر حاصل ہے۔ قرآن پاک کا ترجمہ وہاں کے ایک نامور عالم اور ادیب نے "سمارنگ ڈگری این یو کھنڈل دیٹیویا" کی جانب سے ۱۹۱۳ء میں سو سو صفحات کے مجموعوں کی صورت میں شائع کیا۔ اس کی طباعت جاوہ نظر اور غیر معمولی طور پر دل کش اور دیدہ زیب ہے۔ مترجم کا "غریبا" ہے جو خود کو سلاطین ترکی کا خدمت گزار "کہتے تھے۔ وہ پہلے رومن کیتھولک تھے مگر پھر مشرتبہ اسلام ہو گئے۔ انڈونیشیا میں اس ترجمہ کو خاصی مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔  
برمی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ مسٹر یو بارادہ کے۔ ایچ۔ آئی۔ ایچ نے کیا۔ مسٹر یو باکا اسلامی نام احمد اللہ ہے۔ مصنف نے پچاس ہزار روپے

بہلے ایک اور قدیم ترین جاوی ترجمہ قرآن کا بھی ذکر کیا ہے، مزید برآں قرآن پاک کی مشہور تفسیر سبناوی کا ترجمہ ملایائی زبان میں کیا جا چکا ہے اس میں اس تفسیر کا عربی متن بھی ساتھ دیا گیا ہے۔

کا ذریعہ صرف کر کے اسے چھپوایا اور مسلمانوں میں مفت تقسیم کروایا۔  
 جمعیتہ العلماء برما کے مشنری شعبہ کے مولوی رحمت اللہ نے بھی برمی  
 زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا، جو الگ الگ پاروں کی صورت میں شائع ہوا  
 مشرقی افریقہ کی سواحلی زبان میں بھی قرآن پاک کے کئی تراجم شائع ہو  
 چکے ہیں۔ اسی طرح اسرائیل کی لوزائیدہ یودی ریاست کی سرکاری زبان  
 عبرانی میں قرآن پاک کا ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔ اس ترجمہ کی نگرانی یورشلیم کی عبرانی  
 یونیورسٹی کے ڈاکٹر جوزف رولین نے کی جو عربی اور عبرانی کے ماہر ہیں۔

## ہندوستانی زبان میں تراجم و تفاسیر

اردو زبان میں غالباً سب سے زیادہ قرآن پاک کے ترجمے کئے  
 مگر اس میں اولیت کا شرف شاہ عبدالقادر دہلوی کو حاصل ہے جو ہجرت  
 شاہ ولی اللہ دہلوی کے فرزند ارجمند تھے۔ اس ترجمہ کا نام "موسمخ القرآن"  
 ہے اور اس کے حاشیہ پر شاہ صاحب موصوف نے تفسیری اور تشریحی  
 نکات کا بھی اضافہ کیا ہے۔ اردو کا یہ ترجمہ اپنی افادیت، معنویت اور  
 جامعیت کے اعتبار سے تمام تراجم میں سے ایک امتیازی شان کا مالک  
 ہے۔ اس کی طباعت ۱۷۹۰ء میں ہوئی۔

ترجمہ تحت الفاظ مگر انتہائی سلیس اور آسان ہے۔ اس میں ادبی سلیسگی اور عطاوت بھی موجود ہے اور بہت سے ایسے اعتراضات کا ازالہ بھی اس ترجمہ سے ہو سکتا ہے اور یہ اس ترجمہ کی نمایاں خوبی ہے کہ اس کی ساخت میں کوئی جھول نہیں۔ بطور مثال صرف ایک فقرہ کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے

”ہدی للمتقین“ کا عام طور پر ترجمہ یہ کیا جاتا ہے کہ ”ہدایت دیتا ہے

پیرمیزگاروں کو“ مگر شاہ عبدالقادر دہلوی نے اس کا ترجمہ لیا ”رہ دہائی ہے ڈروالوں کو“۔ اس سے اس اعتراض کا خود بخود دفعہ ہو جاتا ہے کہ پیرمیزگار... تو ہوتا ہی وہ ہے جو راہ راست پر ہو پھر اس کا کیا مطلب ہوا کہ پیرمیزگاروں کو ہدایت دیتی ہے۔ شاہ صاحب کے ترجمہ سے اس شیعہ کا انالہ ہو جاتا ہے جبکہ ترجمہ بھی خالصتاً لفظی ہے۔ شاہ عبدالقادر دہلوی کے ترجمے کے متعدد ریڈیشن چھپ چکے ہیں۔ ایک ایڈیشن جو دو جلدوں میں شائع ہوا ۱۲۴۸ھ مطابق ۱۸۲۹ء میں بنگلہ دہلی (کلکتہ) سے شائع ہوا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن بھی ۱۲۵۸ھ میں کلکتہ سے شائع ہوا۔ اس میں اردو ترجمہ کے ساتھ ساتھ شاہ صاحب کے والد ماجد کا فارسی ترجمہ بھی شامل ہے۔ اردو زبان میں دوسرا ترجمہ بھی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے فرزند اکبر شاہ رفیع الدین نے کیا۔ اگرچہ یہ ترجمہ بھی لفظی ہے مگر اس میں وہ سلاست نہیں ہے جو پھوٹے بھائی کے ترجمہ کی خصوصیت ہے۔ اس

لے کثیر الاشاعت ہونے کے باوجود چنداں مقبول نہیں ہوا۔ تفسیر حقانی کے نام سے ایک اور ترجمہ قرآن و تفسیر اردو میں شاہ برکت اللہ ہاروی کے پوتے سید شاہ حقانی نے کیا ان کا پورا نام شاہ ابو محمد حقانی تھا۔

دہلی کے نامور طبیب حکیم محمد شریف خاں مرحوم نے بھی اردو میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا مگر وہ شائع نہ ہو سکا۔ اس کا قلم نسخہ حکیم محمد احمد ہروی کے کتب خانہ کی ذمیت ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار اردو ترجمے شائع کئے گئے جن میں شمس العلماء مولوی ڈپٹی نذیر احمد اور مولوی فتح محمد جالندھری کے ترجمے خاصے مقبول ہوئے۔ ڈپٹی نذیر احمد کا ترجمہ ادب و انشاء کا اچھا نمونہ ہے مگر مولوی فتح محمد جالندھری کا ترجمہ قرآن نسبتاً سہل اور زیادہ سلیس ہے۔

شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی نے بھی قرآن پاک کا ترجمہ کیا اور اس میں شاہ عبدالقادر کا کامیاب تمنع ہے اس کے ابتدائی چار پاروں کے تفسیری حاشیے بھی مولانا مرحوم نے خود لکھے۔ گمران کی عمر نے وفات کی اور اس اوصاف سے کام کو شیخ الہند کے ایک شاگرد رشید مولانا شبیر احمد عثمانی نے پورا کیا۔ یہ تشریحی نوٹ بیائے خود ایک جامع اور مکمل تفسیر کی حیثیت رکھتے ہیں

مولانا اشرف علی تھانوی نے بھی قرآن پاک کا با مآوردہ اردو ترجمہ کیا ہے انہوں نے بیان القرآن کے نام سے ایک ضخیم تفسیر بھی مرتب کی ہے جو علما اور طلباء کے لئے بہا تحفہ ہے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے بھی اپنے رنگ میں قرآن

کا ترجمہ لکھا ہے۔ یہ ترجمہ سلیس ہے اور اس میں ادبی چاشنی بھی ہے۔ اس ترجمہ پر تفسیری حاشیہ مولانا نعیم احمد مراد آبادی نے کیا ہے۔ مگر اس میں موجودہ صدی

کے بے معنی اختلافات کو ہوا دی ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے ترجمان القرآن کے نام سے ایک نامتو ترجمہ و تفسیر مرتب فرمائی۔ مولانا کا اسلوب نگارش قرآن مقدس کی تمام ادبی لطافتوں کو اپنے

دامن میں سیٹھنے ہوئے ہے۔ ان کے ہاں وہی زور یہاں ہے جو خود قرآن کے الفاظ میں پایا جاتا ہے اور بقول ایک نامور ادبی نقاد کے اگر قرآن پاک اردو میں نازل ہوتا

تو ابوالکلام کی نظر میں ہوتا۔ مولانا آزاد کی تفسیر کا معرکہ آرا حصہ ان کی تفسیر روزِ فاتح

ہے جو بڑی تقصیر کے ڈھالی سو صفحات پر محیط ہے۔ مولانا آزاد کی سیاسی مصروفیتیں اس

شمار کار تفسیر و ترجمہ کی تکمیل میں جامل ہو گئیں اور اس طرح دنیا ان کے فیوضات علمی

سے پوری طرح بہرہ ور نہ ہو سکی۔ ورنہ ان کا علمی کارنامہ پورے ہی طرح تفسیری تاریخ

میں ایک انفرادی اہمیت کا حامل ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا مرحوم کو جس پیش بہا

لطف و معارف سے سرفراز فرمایا تھا اور علوم قدیم و جدید کا جیسا حسین امتزاج

انہیں ودیعت ہوا تھا۔ پچھلی کئی صدیوں میں اس کی نظیر دستیاب نہیں ہے۔ مگر

جدوجہدِ ادوی کے تقاضے اتنے شدید دیکھے کہ وہ دیگر تمام تقاضوں پر غالب آگئے

تھے اس لئے ملت کو اس محرومی کا داغ برداشت کرنا پڑا۔

اس صدی میں جن حضرات نے قرآن فہمی میں خاصہ نام پایا ان

میں مولانا حمید الدین فراہی کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔ ان کے شاگرد

رشید مولانا امین احسن اصلاحی 'تذکرہ قرآن' کے نام سے ایک تفسیر لکھ  
 رہے ہیں جو خاصی علمی چیز ہے اور اس سے قرآن فہمی میں بڑی مدد ملتی ہے  
 مولانا محمد ادریس کاندھلوی سابق استاد التفسیر دارالعلوم دیوبند  
 حال شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور معارف القرآن کے نام سے  
 ترجمہ و تفسیر قرآن پاک لکھ رہے ہیں۔ کچھ حصہ شائع ہو چکا ہے۔ باقی  
 عنقریب انشاء اللہ شائع ہو جائے گا۔

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیب صاحب بھی شاہ  
 عبدالقادرؒ کے ترجمہ موضح القرآن کو سامنے رکھ کر ترجمہ و تفسیر کی سعی  
 فرما رہے ہیں لیکن ان کی انتظامی مصروفیات شاید اس کام کو پایہ تکمیل  
 تک نہ پہنچنے دیں۔ ویسے ایک بسیط مقدمہ القرآن انہوں نے لکھا ہے  
 جو دو ایک ترجموں کے شروع میں چھپ چکا ہے۔ قرآن کے سمجھنے  
 والوں کے لئے یہ مقدمہ کی حیثیت سے بہت عمدہ چیز ہے۔

دارالاشاعت لاہور کے بانی مولانا سید ممتاز علی دیوبندی نے  
 ایک کام 'تفصیل البیان' کے نام سے کیا ہے۔ قرآن پاک کے تمام مضامین  
 کو عنوان وار ترتیب دیا ہے۔ عربی متن اور صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے  
 لیکن اس کے باوجود بہت بڑی تقطیع پر دو ہینٹا بڑی جلدیں بن  
 گئی ہیں اور اس تفصیل کے ساتھ غالباً پہلی دفعہ انہوں نے یہ کام کیا ہے

مولانا عبد الماجد دریا آبادی جو اردو کے صاحبِ طرز ادیب بھی ہیں۔ انہوں نے بھی قرآن پاک کے ترجمہ و تفسیر کی سعادت حاصل کی ہے مولانا دریا آبادی کی اس تفسیر کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تمام فرق باطلہ کی ترویج کے ساتھ ساتھ تفسیر کے موضوع پر متقدمین کے تمام اقوال و آراء پیش کر دیئے ہیں اور اس طرح ایک جدید ذہن نے تمام قدیم سرمایہ عمل کو یکجا کر دیا ہے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی بھی تفہیم القرآن کے نام سے ترجمہ و تفسیر کا کام کر رہے ہیں۔ تین جلدیں چھپ چکی ہیں۔ مولانا عبد الماجد دریا آبادی نے اس کے متعلق نہ جانے کیوں لکھ دیا ہے کہ اسے تفسیر مشکل ہی سے کہا جاسکتا ہے۔ اگرچہ کئی ایک جگہوں پر علمائے اختلاف کیا ہے تاہم یہ بات کہے بغیر نہیں رہا جاسکتا کہ نوجوان نسل کو مولانا آزاد کے ترجمان القرآن کے بعد تفہیم القرآن نے سب سے زیادہ متاثر کیا ہے۔ مولانا موصوف اسلام کو سائنٹفک انڈاء میں پیش کرتے ہیں اور یہی خوبی تفہیم القرآن میں نظر آتی ہے۔ اس کے تراجم کئی زبانوں میں ہو رہے ہیں۔

اس کے علاوہ مولانا احتشام الحق تھانوی بھی قرآن پاک کی ایک تفسیر بلخ ترجمہ



تصنیف فرما رہے ہیں۔ یہ تفسیر بالاقساط پاکستان کے سب سے بڑے روزنامے جنگ کراچی میں جمعہ کے جمعہ بالالتزام شائع ہو رہی ہے اور علمی حلقوں سے واو طلبہ کر رہی ہے۔ اس تفسیر میں عرفائے طریقت کے نکات و معارف کی رنگ آمیزی ہے۔ ان کے ہاں عربی زبان کے لغاتی نکات بھی مزا دیتے ہیں اور قاصد و لہجہ انداز میں عام فہم اسلوب کے حامل ہیں۔ ننڈاں کی چار دیواری میں لکھی جانے والی ایک اور تفسیر کا ذکر بھی ضروری ہے جسے مسجد وزیرخان کے سابق خطیب مولانا ابوالحسنات سید احمد مرحوم نے تالیف کیا۔ وہ ختم نبوت کی تحریک میں ۱۹۵۲ء میں جیل گئے اور وہیں انہوں نے اس کام کا آغاز کیا اور اپنی وفات سے قبل اسے مکمل کر گئے۔ یہ تفسیر ابھی تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہو سکی۔ تفسیر و ترجمہ کی ایک اور کامیاب کوشش گجرات کے مفتی احمد یار خان نعیمی نے کی ہے۔ مولانا احمد علی لاہوری مدیر انجمن خدام الدین نے بھی اردو میں قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر لکھی ہے۔ جامعہ ازمہر کے ایک فاضل پیر محمد کرم شاہوی۔ اسے نے بھی ضیاء القرآن کے نام سے ایک ترجمہ و تفسیر کو مرتب کیا ہے جس کی پہلی جلد جو دس پاروں پر مشتمل ہے طبع ہو چکی ہے۔

اردو میں ایک تفسیر "تفسیر حقیقی" کے نام سے معروف ہے جس میں تعالٰی اور ان کے ساتھ ساتھ اسلام کی حقانیت کو واضح کیا گیا ہے۔ ایسا اور تفسیر ذابہ الرمان کے نام سے مولانا سید امیر علی نے لکھی ہے اور نو لکھنؤ پریس لکھنؤ میں شائع ہوئی ہے

سر سید احمد خان بانی علی گڑھ کالج نے بھی ایک تفسیر تفسیر احمدی کے نام سے تصنیف کی۔ اس تفسیر نے مسلمانوں میں مختلف فتنوں کے دروازے کھول دیئے اور عقلمندی پرستی اور تجد و پسندی کے مہلک و مضر تحریکوں کو جنم دیا۔

ایسی ہی ایک تفسیر لاہوری مرزا ابیوں کے امیر مولوی محمد علی نے لکھی جو دجل و تبلیس کا شاہکار ہے۔ اس کے بعد ایک برطانوی سرکار کے ملازم غلام احمد پرویز نے قرآن پاک کی ایک تفسیر لکھ ماری اور اس میں یہی سہی کسر لوری کر دی۔ اس تفسیر میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبرانہ حیثیت پر ہر کبک، نازیبا اور ناروا حلقے کے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری جو مکتب اہل حدیث کے نامور عالم تھے۔ انہوں نے بھی ایک تفسیر تفسیر ثنائی کے نام سے لکھی اور اس میں تمام فرق باطلہ اور ادیان کا یہ بالخصوص پنجری، چکڑا لوی، مرزائی اور بدعتی عقائد کی بڑی کامیابی سے تردید کی ہے اور ہندوؤں، عیسائیوں اور دیگر غیر مذاہب کے اعتراضات کا معقول طریقہ اور مدلل انداز میں وجیہ فرمایا۔

علامہ عنایت اللہ خاں مشرقی نے بھی تذکرہ کے نام سے قرآن پاک کے مضامین پر سائنٹیفک انداز میں روشنی ڈالی۔ قرآن پاک کے تفسیری اثبات میں اس کتاب کا اضافہ بھی ایک علمی یادگار ہے۔ لیکن اکثر جگہ سلف کی راہ چھوڑ گئے ہیں۔

سید سلمان ندوی نے ارض القرآن کے نام سے قرآنی جغرافیہ پر ایک

کتاب تصنیف فرمائی۔ جو بڑی معلوماتی چیز ہے۔  
 بنگالی زبان میں قرآن پاک کا اولین ترجمہ ایک ہندو گریٹھ چندر گھوش نے

کیا جو عربی کا فاضل تھا۔

۱۹۰۸ء میں آسٹریلیا کی بیٹسٹ سوسائٹی کی ایک مشنری ریو انڈولیم گولڈسیک  
 نے بنگالی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ مع متن شائع کیا۔ ترجمہ بین السطور ہے مگر اس  
 کے حواشی میں مسیحی نقطہ نظر کو ملحوظ رکھا گیا ہے جس سے اسکی افادیت ختم ہو گئی ہے۔

مشرقی بنگال کے مشہور صوفی اور نامور سیاسی لیڈر مولینا محمد اکرم نے بھی بنگالی

زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر لکھی ہے۔

حکیم صوفی میر محمد یعقوب نے قرآن مجید کا ترجمہ مرہٹی زبان میں کیا اور یہ بیٹی  
 سے شائع ہوا۔ ہزار گرانٹسڈ ہائیس میر عثمان علی خاں نظام حیدر آباد کن نے اس کے لفظ  
 دینی خدمت پر مترجم کو بے بہا انعام و اکرام سے نوازا۔ اس ترجمہ کی سینکڑوں جلدیں  
 قلم رو نظام کے تمام مرہٹی مدارس کے لئے خریدی گئیں اور مترجم کو تاحیات وظیفہ و اعزاز  
 کی سند بخشی گئی۔

سندھی میں حضرت مولانا تاج محمد و امروٹی نے قرآن پاک کا ترجمہ کیا جسے انجمن

خدا م الدین نے بڑے اہتمام سے چھاپا۔

۷ مقالات سلیمانی جلد اول

مولانا عبدالرزاق سندھی مرحوم نے بھی قرآن پاک کا ترجمہ سندھی زبان میں کیا  
موصوف سندھ مدرسۃ الاسلام میں عربی کے استاد تھے اور پاکستان چوک میں ترک  
مسجد کے خطیب تھے۔

مولانا عبید اللہ سندھی کے ایک شاگرد مولوی محمد مدنی نے بھی سندھی زبان میں  
قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر لکھی۔ مولوی غلام مصطفیٰ قاسمی جو مولوی محمد مدنی کے ولاد  
بھی ہیں۔ انہوں نے بھی قرآن پاک کی تفسیر سندھی زبان میں مرتب کی ہے۔

راج مندی ضلع گوداوری کے گورنمنٹ آرٹس کالج میں ٹیلیگراف جنونی ہند اور مدراس  
میں بولی جاتے والی زبان، اور سنسکرت کے لیکچرار مسٹر راج نارائن ایم۔ اے ایل۔ لیٹے  
قرآن پاک کا ترجمہ ٹیلیگراف زبان میں کیا۔ انہوں نے اس ترجمہ میں محمد علی لاہوری  
کے ترجمہ کو مد نظر رکھا۔ مدراس کے ایک مرہٹہ اوریہ مسٹر ونگٹار تنے نے بھی ٹیلیگراف  
زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا۔ انہوں نے اس ترجمہ میں راڈ ویل، پامر، مرزا  
افضل آبادی اور ڈاکٹر حکیم خاں کرنالی کے ترجموں سے مدد لی۔

مسٹر ایس۔ این کرشن راؤ بی۔ اے نے بھی ریاست کوچین (جنوبی ہند) میں  
ملیالم (کیرالہ میں بولی جاتے زبان) زبان کے ایک ماہنامہ 'سد گرو' کے ایڈیٹر تھے  
ملیالم زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا۔

داد لاشا سرت تریگورسٹی نے کناری زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ شائع کیا۔ یہ  
جنوبی ہند میں کثرت سے بولی جاتے والی زبان ہے۔

قرآن پاک کا ترجمہ پشتو زبان بھی ہو چکا ہے اور عام بازاروں میں فروخت ہوتا ہے۔ قرآن پاک کی پشتو میں ایک تفسیر بھی میری نظر سے گزری جس میں لغت کی تشریح پر زیادہ زور دیا گیا تھا۔

عراقی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ حاجی غلام علی حاجی اسماعیل رحمانی ایڈیٹر "راہ نجات" بہاولنگر نے کیا۔ اس ترجمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عربی آیات کے بالمقابل عراقی رسم الخط میں بھی عربی آیات لکھی گئی ہیں اور ان کے نیچے عراقی زبان میں ان کا ترجمہ دیا گیا ہے۔

ہندی زبان میں قرآن پاک کا اولین ترجمہ ۱۷۷۷ء میں ہوا۔ الراجی راجہ سروگ نے اس ترجمہ کی فرمائش ایک عراقی عالم سے کی تھی۔ مگر یہ ترجمہ سورہ بایں تک ہوا۔ گویا کل سوا بائیس پاروں کا ترجمہ ہو سکا۔ ہندی زبان میں ایک اور ترجمہ خواجہ حسن نظامی کی زیر نگرانی سنسکرت کے پانچ عالموں کے ایک بورڈ نے کیا۔ اس ترجمہ کے ساتھ تفسیر بھی ہے۔ کل ضخامت بڑی تقطیع کے نو سو صفحات پر مشتمل ہے۔ ہندی زبان میں ایک اور ترجمہ پورٹو ڈاکٹر احمد شاہ مشنری مقیم جمیر پور نے تہا بیت سلیس اور شگفتہ انداز میں کیا ہے۔

ہندی زبان میں ایک ترجمہ "اختیار نور" کے ایڈیٹر شیخ محمد یوسف نے کیا ہے اس مترجم نے گورکھی میں بھی قرآن پاک کا ترجمہ "مختصر سیرت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مرتبہ کر کے شائع کیا۔

پنجابی زبان میں پورے قرآن کا منظوم ترجمہ گجرات کے ایک پنجابی شاعر اسلم صاحب نے کیا ہے جو عنقریب شائع ہو جائے گا۔ قرآن پاک کے منظوم ترجمے اردو میں بھی کئی ایک شاعروں نے کئے۔ ان میں سب سے بہتر سیما ب اکبر آبادی کا منظوم ترجمہ ہے۔ نظم و نثر اردو میں قرآن پاک کے لہجہ بیرونی تراجم دستیاب ہیں۔

ہندوستان میں جماعت اسلامی بعض علاقائی زبانوں میں قرآن پاک کے مترجم شائع کر رہی ہے۔ ہندوستان کے بعض دیگر دینی ادارے بھی اس میں دلچسپی لے رہے ہیں متحدہ عرب جمہوریہ نے قرآن پاک کے تراجم افریقہ کی متعدد زبانوں میں شائع کئے ہیں اور ایشیا کی بعض زبانوں میں بھی ان تراجم کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔

فارسی میں ایک تفسیر بلا حسین واعظ الکاظمی نے کی ہے۔ یہ بزرگ نویں صدی ہجری کے نامور عالم تھے۔ اس تفسیر کا نام "تفسیر حسین" ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے آخری دو پاروں کی تفسیر کی جس میں زیادہ تر روایات و قصص اور شان نزول پر زور دیا گیا ہے۔

یورپ میں آج سے ۵۰ ساکھ برس پہلے ایک نوزائیدہ زبان کا بڑا چرچا تھا اور عام خیال یہ تھا کہ اس زبان کو بین الاقوامی زبان قرار دیا جائے گا اس میں یورپ ایشیا اور افریقہ کی متعدد زبانوں کے الفاظ شامل کئے گئے تھے اس کا نام "اسپرنٹو" تھا۔ رسالہ محزون میں ڈاکٹر سمر عبدالقادر مرحوم نے اس زبان کی اہمیت و افادیت پر تبصرہ بھی لکھا تھا۔ ایک تو مسلم انگریز اور "اسپرنٹو" کے ماہر ڈاکٹر خالد شیلڈرک

نے اسپر نٹو میں قرآن پاک کا ترجمہ شروع کیا مگر وہ مکمل نہ ہو سکا اور بعد میں اس زبان کا وہ  
 چرچا بھی باقی نہ رہا تاہم ڈاکٹر صاحب کا خیال تھا چونکہ قرآن پاک بھی ایک بین الاقوامی  
 زبان ہے اس لیے اسپر نٹو میں اس کے ترجمے سے قرآن پاک کے اس نیک مقصد کی  
 تکمیل ہو جائے گی۔

افریقہ میں ایک زبان ایسی ہے جو تقریباً تمام افریقی ممالک میں بولی اور سمجھی جاتی  
 ہے اور اس کی حیثیت اس ملک میں وہی ہے جو ہندوستان میں اردو کی تھی یہ زبان  
 سواحلی کہلاتی ہے۔ یعنی وہ بولی جو افریقہ کے ساحلی علاقوں میں مختلف ملکوں کے  
 باشندوں کے باہمی تال میل سے معرض وجود میں آئی۔ اس زبان میں قرآنی پاک کے کئی ایک  
 ترجمے اور بہت سی تفسیریں شائع ہو چکی ہیں اور بیشتر اسلامی ممالک کے تبلیغی ادارے  
 افریقہ میں عیسائیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کے لیے قرآن پاک  
 کے ترجمے شائع کر رہے ہیں۔

# مغربی زبانوں میں قرآن پاک کے تراجم

بارھویں صدی عیسوی میں پہلی مرتبہ قرآن پاک کا ترجمہ یورپ کی ایک زبان  
 لاطینی زبان میں ہوا۔ اس ترجمہ کا خیال پطرس تراکیس کے دل میں پیدا ہوا۔ یہ  
 راہب کلونی کارہننے والا تھا۔ اس کا انتقال ۱۱۵۷ء میں ہوا۔ اس ترجمہ کی  
 تکمیل میں تراکیس کے ساتھ ایک انگریز ابرٹ آف ریٹینا (ROBERT OF RATINA)  
 اور ایک جرمن ہرمن آف ڈالمیشیا (HERMAN OF DALMATIA) بھی  
 شریک کار تھے۔ یہ ترجمہ اگرچہ ۱۲۲۳ء میں مکمل ہو گیا تھا مگر پارسوں تک  
 اسے شائع کرنے کی جرأت نہ ہوئی بلکہ اس کو کلونی کی خانقاہ میں چھپا کر رکھا  
 گیا۔ تا آنکہ ۱۵۴۳ء میں اسے تھیوڈور بیل انڈر (THEODOR BIBLI UNDER)  
 نے باسل (سوئٹزرلینڈ) سے شائع کیا۔ یہی ترجمہ بعد ازاں تین مختلف زبانوں  
 اطالوی، جرمن اور ڈچ میں شائع ہوا۔

۱۴۹۸ء میں فاوریوس مراکشی نے پالیس برس کی جان فشانی اور محنت  
 کے بعد اٹلی کے ایک مقام "پدوا" سے شائع کیا۔ یہ شخص مراکش کے پوپ



انوسٹ یا زوہم کا معتدرفنیق تھا اور اسلام کے خلاف انتہائی تعصب رکھتا ہے جتنا سچہ اس نے اپنے ترجمہ قرآن پر ترویجی حاشیے بھی لکھے۔ قادر لیوس نے اس ترجمہ کے حواشی میں مارٹن لوہتر پر بھی جاہلہ جاسحت تنقید کی ہے جس نے تراویس کے ترجمہ قرآن کو جرمن زبان میں منتقل کیا تھا۔ قرآن پاک کا لاطینی زبان میں ایک اور ترجمہ سٹیس فریڈرکس فیروپ (FERWERP) نے ۱۶۴۸ء میں شائع کیا۔

ایم برنڈیو ڈور اٹرتے ۱۶۴۸ء میں جبکہ وہ مصر میں فرانس کا قونصل جنرل تھا فرانسیسی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ پیرس سے شائع کیا۔ جی پاتھر نے ۱۸۵۲ء میں پیرس سے فرانسیسی زبان میں قرآن پاک کا ایک ترجمہ شائع کرایا تھا۔

۱۹۲۲ء میں حکومت فرانس کے ایما پر مشہور مستشرق ڈاکٹر مولیس نے قرآن پاک کا ایک ترجمہ شائع کیا۔ ایک اور ترجمہ "لی قرآن" کے نام سے بھی فرانسیسی زبان میں شائع ہوا

پیٹرز ہارکرنے لاطینی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا۔ اس نے اس ترجمہ کے لئے مارٹن لوہتر کی طرح اندلس کا سفر کیا۔ عربی زبان سے واقفیت بہم پہنچانی اس نے ترجمہ کے دیباچہ کے طور پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا اجمالی خاکہ بھی پیش کیا۔ قرآن پاک کے دیگر فرانسیسی تراجم میں موسیو

سیواری نے ۱۷۵۲ء میں موسیو گارسن ڈی ٹاس (GORSIN DE TOCY) نے ۱۸۲۹ء اور کازیرسکی (KASEMRESKY) نے ۱۸۴۰ء میں جو ترجمے شائع کئے وہ بھی قابل ذکر ہیں۔

انگریزی زبان میں قرآن پاک کا اولین ترجمہ جارج سیل (GEORGE SALE) نے کیا۔ یہ شخص کئی زبانوں کا ماہر تھا اور اسے عربی میں بھی خاصی دستگاہ حاصل تھی۔ اس نے اپنے ترجمہ میں قرآن پاک کے مغربی زبانوں میں شائع ہونے والے تراجم پر جو تنقیدیں لکھی ہیں ان سے اس کی وسعت عملی کا اندازہ ہوتا ہے۔ جارج سیل کا ترجمہ ۱۷۳۴ء میں شائع ہوا۔ اگرچہ اس سے پہلے ۱۷۳۹ء میں ایک انگریز ایگزٹڈ رسا نے بھی قرآن پاک کا انگریزی میں ترجمہ کیا تھا مگر وہ خود عربی سے تابلد محض تھا اور اس نے ڈورنار کے فرانسیسی ترجمہ کو انگریزی کا جامہ پہنایا مگر فرانسیسی میں بھی اسے معمولی شدید تھی اس لئے اس کا ترجمہ تقاضوں سے بھرا ہوا ہے اور قطعاً قابل اعتنا نہیں۔

۱۔ ہم نے اس سلسلہ کی تمام معلومات مصر کے مشہور ادیب برجی نبدان کی کتاب "تاریخ آداب اللغۃ العربیہ" سے حاصل کی ہیں۔ اس کے علاوہ "تاریخ القرآن" سے بھی استفادہ کیا گیا ہے، جسے حجاز کے مشہور خطاط اور نامور عالم محمد طاہر بن عبدالقادر کر دی نے تالیف کیا۔

ریورنڈ رائڈویل نے نزول سورہ کی ترتیب کو ملحوظ رکھ کر ۱۸۷۱ء میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا۔ مشرق و مغرب کی تمام زبانوں میں اپنی نوعیت کا بہترین ترجمہ تھا جس میں ترتیب کی عام روش سے ہٹ کر ترتیب نزول مسودہ کی رعایت رکھی گئی۔ قرآن پاک کا ایک اور انگریزی ترجمہ ایڈورڈ ہنری پالمر (EDWARD HENRY PALMER) نے مشرق کی کتب مقدسہ کے سلسلہ میں ۱۸۸۰ء میں شائع کیا۔ اس نے شروع میں ایک مقدمہ بھی تحریر کیا۔

قرآن پاک کا ایک اور انگریزی ترجمہ ۱۸۷۲ء میں سیرامپورہ سے شائع ہوا۔ اس کے بارے میں مفصل معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ صرف ٹائیپو گرافیک اور ٹیلیسٹس میں اس کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ بھی کسی انگریز غیر مسلم کے رشحات قلم کا نتیجہ تھا۔ ۱۹۰۵ء میں ڈاکٹر محمد عبدالحکیم خاں نے قرآن پاک کا ترجمہ انگریزی میں کیا۔ یہ پہلا انگریزی ترجمہ ہے جو ایک مسلمان نے کیا۔ ۱۹۱۱ء میں اصغر اینڈ کمپنی الہ آباد نے مرزا ابوالفضل کے انگریزی ترجمہ کو شائع کیا۔ اس ترجمہ کی خوبی عبارت اور حسن ادا کی تعریف بعض انگریز پادریوں نے جن میں مشہور دشمن اسلام "زومیر" بھی شامل

پروفیسر J. M. RODWELL M.A. دہلی سی۔ پی میں ایک اہم شہر

ہے کیا ہے۔

قرآن پاک کا ایک انگریزی ترجمہ ۱۹۵۱ء میں قادیان میں شائع ہونا شروع ہوا۔ اس ترجمہ کا پہلا پارہ مدراس کے ایڈیٹریس پرنس میں طبع ہوا۔ لیکن تا کام نہ ہوا۔ ۱۹۶۱ء میں مرزا ایوں کی لاہوری پارٹی کے امیر مولوی محمد علی ایم۔ اے نے قرآن پاک کا ترجمہ شائع کیا۔ یہ انگلینڈ میں گورنمنٹ پریس و وکننگ میں طبع ہوا۔ اس ترجمہ کے ساتھ تفسیر بھی انگریزی زبان میں دی گئی ہے۔ شروع میں قرآن کی تعلیم کے بارے میں ایک مہسوط اور طویل دیباچہ بھی موجود ہے لیکن اس تفسیر میں مولوی محمد علی نے اپنے پیشوا مرزا غلام احمد کی طرح کئی جگہ دجل سے کام لیا ہے۔

علامہ شبلی نعمانی کی تحریک پر نواب عماد الملک مہاراجہ نے بھی قرآن پاک کے انگریزی ترجمہ کا آغاز کیا مگر یہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ نواب عماد الملک بنگلہ دیش کا ترجمہ نہایت فصیح و بلیغ انگریزی میں تھا اور اگر یہ مکمل ہو جاتا تو برٹش معرکہ کی چیز ہوتا۔ ۱۹۱۹ء میں مرزا حیرت دہلوی جو کورن گزٹ کے ایڈیٹر تھے اس ترجمہ و تفسیر کو قدیم رنگ میں ترتیب دیا جس سے نجد و لیبیوں کی تشفی ممکن نہیں تھی تاہم ان کی کاوش اپنی جگہ قابل تحسین ہے۔

مسٹر مانا ڈیوڈ بکچنٹن نے ۱۹۲۳ء میں قرآن پاک کے انگریزی ترجمہ کا آغاز کیا اور ۱۹۳۰ء میں یہ ترجمہ بیک وقت امریکہ اور یورپ میں شائع

ہوا۔ اس ترجمہ کو علماء اہل ہند اور دیگر نامور مسلمان اہل علم کی تائید و تقریریں حاصل  
 تھیں اور انگریزی تراجم میں اس ترجمہ کو استناد کا درجہ حاصل ہے۔ ترجمہ کے  
 ساتھ ساتھ تفسیری نوٹ بھی دیئے گئے ہیں، جس سے اس کی افادیت بھی  
 کافی بڑھ گئی ہے۔

علامہ عبداللہ یوسف علی نے بھی قرآن پاک کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا  
 اس کا پہلا پارہ ۱۹۳۴ء میں شائع ہوا اور مکمل قرآن پاک ۱۹۳۸ء میں زیور  
 طبع سے آہستہ ہوا۔ اس ترجمہ کی خصوصیت اس کی آسان زبان اور اس کی  
 تفسیر کا عام فہم اور مدلل ہونا ہے۔

قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ اور اس کی تفسیر مولانا عبدالماجد دہلوی آبادی  
 نے بھی لکھی ہے جو تاج کبیتی کے زیر اہتمام شائع ہو رہی ہے۔ مولانا دہلوی آبادی  
 کی اس تفسیر کا بہ تک ان کی تفسیر کی طرح معاندین اسلام کی ریشہ ورائیوں اور  
 ان کے اعتراضات کے درجہ پر مبنی ہے اور جدید ذہنوں کے لئے اس میں  
 تشفی کا کافی پچھ سامان موجود ہے۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تفسیر تفہیم  
 القرآن کا انگریزی ترجمہ عنقریب شائع ہوگا۔

مولانا ابوالکلام آزاد کی تفسیر ترجمان القرآن کا انگریزی ترجمہ بھی پہلی  
 جلد تک شائع ہو چکا ہے۔ مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم بالخصوص  
 یورپ کی زبانوں میں قرآن پاک کے مطالب و معانی کی ترویج کا ایک

ظاہر و باہر فائدہ یہ ہوا کہ اسلام و پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھیلائی  
 ہوئی بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو گیا اور متعصب عیسائیوں نے بھی یہ محسوس  
 کیا کہ قرآن پاک کی زبان وحی و الہام کی زبان ہے اور اس کا اندازہ مخاطب  
 واقف آسمانی ہے۔ مشہور جرمن فلسفی گوٹے (GOETHE) نے بھی کچھ  
 غلط نہ کہا تھا۔

دبجوں جوں ہم اس کتاب (قرآن) کے معانی و مطالب سے آگاہ ہوتے  
 چلے جاتے ہیں، اس قدر وہ ہم سے دور ہوتی چلی جاتی ہے۔ مقصد یہ ہے  
 کہ وہ ہمارے تصور سے کہیں زیادہ بلند پایہ نظر آتی ہے۔ وہ تندہ بچ فریفتہ  
 کرتی ہے، پھر متعجب کرتی ہے، پھر ایک حیران کن مسرت پیدا کرتی ہے  
 اور بالآخر انسان مجبور ہو جاتا ہے کہ اس کی عظمت کے سامنے جھک جائے  
 اس طرح یہ کتاب ہر ایک کے دل میں اترتی چلی جاتی ہے۔

ڈچ زبان میں قرآن پاک کا پہلا ترجمہ ہمہ رنگ سے ۱۶۴۱ء میں ڈچ لٹریچر  
 القرآن کے نام سے شائع ہوا۔ یہ دراصل شو بگیر کے جرمن ترجمہ کا ترجمہ ہے  
 ۱۶۵۸ء میں جے ایچ گلیس سیکر نے لیڈن سے ڈچ زبان میں ایک ترجمہ  
 قرآن شائع کیا۔ یہ بھی ڈوہاٹر کے ترجمہ کا چرہ تھا۔

۱۵۴۲ء میں ایچ بیٹھن مصنفہ محمد عمر الہی -

ذبیقت (ہالینڈ) کے اسلامیات کے پروفیسر ڈاکٹر کیرن نے بھی ۱۸۶۰ء میں  
ایک ترجمہ قرآن پاک ڈیج زبان میں ہارلم سے شائع کیا۔ ڈاکٹر ڈی کیسرنے  
ہارج سیل کے انگریزی ترجمہ کو ڈیج زبان میں منتقل کیا اور آج کل یہی  
ترجمہ ہالینڈ میں متداول ہے۔

۱۹۳۰ء میں ایک اور ترجمہ ہیگ کے ایک مسلمان عالم نے ڈیج زبان میں  
کیا۔ یہ ترجمہ باقی تمام ترجموں (ڈیج زبان میں) سے بہتر ہے۔

جرمن زبان میں مارٹن لوتھر کے علاوہ سی بوائسن (C. BOYSSON) نے  
۱۷۰۳ء میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا۔ اس سے قبل ۱۷۶۲ء میں فریڈرک میگرلین  
نے بھی جرمن زبان میں شائع کیا۔ ۱۸۵۳ء میں المان (ULLMANN)  
نامی ایک مستشرق نے جرمنی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا۔ ہمنگ اور  
گمیلنگ نے بھی جرمن زبان میں قرآن پاک کے تراجم کئے۔ شوئیگر نے بھی جرمن  
میں قرآن پاک کا ترجمہ نوہنبرگ سے شائع کیا۔

تھیوڈور آرنلڈ (THEODORE ARNOLD) نے ۱۷۴۶ء میں ہارج  
کے انگریزی ترجمہ کو جرمن زبان میں منتقل کیا۔

ایچ۔ ایل فلیشر (H.L. FLEASHER) نے جو عربی کا ذہورست  
عالم تھا قرآن پاک کا جرمن زبان میں ترجمہ کیا لیکن یہ چھپ نہ سکا۔  
فریڈرک راکارت (FREDRICH RAKART) نے قرآن پاک کے

بعض اجزا کا ترجمہ جرمن زبان میں کیا تھا۔ ان کو آگسٹ ملر (AUGUST MULLER) نے ۱۸۵۸ء میں طبع کرایا۔

ایم کلامراحتہ نے پچاس سو نونوں کا ترجمہ ۱۸۹۰ء میں ہمیرگ سے شائع کیا۔ اس کا نام اس نے جرمن زبان میں ”ڈائی ٹونٹزاک اسٹسٹن سورن رکھا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہوری مرثاوی) نے جرمن زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ برلن سے ۱۹۳۸ء میں شائع کیا۔

قرآن مقدسہ کا اولین ترجمہ روسی زبان میں ۱۸۸۱ء میں سینٹ پیٹرز برگ سے شائع ہوا۔

اطلی کی زبان میں ”آندریا ارومی پین“ (ANDRIA ARRAOIBANE) نے ویس سے ۱۸۸۱ء میں شائع کرایا۔ یہ ترجمہ پہلی اینڈر کے لاطینی ترجمہ سے ماخوذ تھا۔ اطلی کی زبان میں ایک اور ترجمہ قرآن رائل ٹیکنیکل سکول آف میلانو کے پروفیسر اکیلیو فرکاسی نے ۱۹۱۴ء میں شائع کیا۔ اس کے دیباچہ میں اس نے قرآن پاک کے مضمنا بین اور اس کے تراجم پر سیر حاصل بحث کی۔

پندرھویں صدی عیسوی میں جان اینڈریو نے لیتھیا بارسلونا اور اراگون

---

سے تاریخ مذاہب کا مصنف۔ مولانا آزاد نے الوکیل ۱۹۵۶ء

میں اس کا ذکر محرم کی بدعات کے سلسلہ میں کیا۔



کے حکم سے قرآن پاک کا اردو ان ترجمہ کیا اور اس کی تفسیر بھی لکھی۔ یہ شخص پہلے مسلمان تھا پھر اندلس جا کر عیسائی بن گیا۔ اس نے بعض کتب حدیث کا بھی ترجمہ کیا۔ ۱۹۷۱ء میں پریشیا کے ایک ورویش بیٹورہ یا لکولو کھتو نے جو برنسٹڈٹ کارہینے والا تھا قرآن پاک کا ایک ایڈیشن برلن میں چھاپا جس میں عربی کے علاوہ فارسی، ترکی لاطینی ترجمہ بھی تھا۔ یہ ایڈیشن اب نایاب ہے۔

قرآن پاک کا ایک عربی نسخہ ایگزٹریٹریگنٹی (ALEGANDR PAGNANY) نے وینس نے ۱۵۲۰ء میں شائع کیا۔ یہ نسخہ پوپ کے حکم سے جلا دیا گیا اور اس کی کوئی نقل موجود نہیں ہے۔

فریڈرک دوئم جو چھٹی صلیبی جنگ کا سپہ سالار تھا عربی میں پوری طرح ماہر تھا۔ اس کے عہد میں اٹلی کے کئی علم دوست امراد نے مشرقی اور عربی کتابوں کی طباعت شروع کی سمندر کے کنارے روانو شہر میں پہلا مطبع قائم کیا گیا ۱۴۲۳ء میں اس میں قرآن مجید اور عربی زبان کی متعدد علمی اور علمی کتابیں چھاپی گئیں۔

نادر روس کی بیگم کھیراٹن دوئم (CATHERENE II) نے اپنے خرچ سے حکلیہ میں سینٹ پیٹرز برگ سے چار جلدوں میں قرآن پاک شائع کروایا بعد میں مختلف وقتوں میں اس کے ایڈیشن بکثرت شائع ہوئے۔

قرآن پاک کا ایک عربی ایڈیشن جی فلوگل (J. FLUGEL) (مولانا

آزاد نے بکثرت ترجمان القرآن کے دیباچہ میں سکا ذکر کیا ہے۔ جیل میں اس کے پاس یہی قرآن زیر مطالعہ تھا ( نے لیسزنگ سے ۱۹۳۳ء میں شائع کیا۔ اس میں اس نے قرآن پاک پر تنقید بھی کی۔ اس قرآن کی نمایاں غوی یہ ہے کہ جی فلوگل نے اس قرآن پاک کے ساتھ قرآنی الفاظ کی ایک فہرست بھی شائع کی جس سے ہر آیت کو قرآن پاک میں سے بہ آسانی تلاش کیا جاسکتا ہے۔

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جی فلوگل کا یہ کارنامہ اپنی نوعیت کا منفرد کارنامہ ہے لیکن جی فلوگل سے کم و بیش ڈیڑھ سو برس پہلے عہد عالمگیر کے ایک عالم مصطفیٰ انصاف بن محمد سعید افغانی نے "سجود الفرقان" کے نام سے اس قسم کی ایک فہرست تیار کی تھی۔ اس فہرست کے ذریعے بھی قرآن پاک کے ہر لفظ کا محل وقوع بڑی آسانی سے معلوم ہو سکتا تھا۔

## عربی زبان میں

# قرآن پاک کے تراجم اور تفسیریں

قرآن مقدس عربی زبان و ادب کا شاہکار ہے۔ اس کی فصاحت و بلاغت اس کا دلکش اسلوب بیان، اس کا دلچسپ بیان استدلال، اس کی جامعیت اور اس کے علوم و معارف پر بے شمار کتابیں عربی میں لکھی گئی ہیں۔

قرآن کی اولین تفسیر طبری ہے جسے محمد بن جریر الطبری نے تیسری صدی ہجری میں مرتب کیا۔ طبری بحیثیت مورخ محدث مکہ شہرہ آفاق ہے۔ اس کے تیس جلدوں میں قرآن پاک کے معارف پر سیر حاصل بحث کی ہے اور احادیث نبوی اور اقوال صحابہ سے بھی تفسیر قرآن کے سلسلہ میں استفادہ کیا ہے۔ طبری کی ولادت ۲۲۴ھ میں ہوئی۔

قرطبی کی تفسیر اگرچہ نایاب ہے مگر اس کے اقتباسات بعض دوسری کتب تفسیر میں ملتے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ اپنے دور کا نامور مفسر تھا۔ امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر بھی اپنی نوعیت کی بہت جامع تفسیر ہے اور اس میں امام رازی نے قرآنی آیات کی توجیہات کے

لئے متعدد روایتیں اور مختلف طرق استدلال پیش کئے۔ اگرچہ روایت پرست حلقوں میں اس تفسیر کے بارے میں یہ پروپیگنڈہ کیا گیا کہ وہ کل خمینی فیہ الا التفسیر اس میں سب کچھ ہے بجز تفسیر کے، مقصد یہ کہ قرآن کے معانی اور مطالب کا حصہ اس تفسیر میں بہت کم ہے۔ زیادہ تر امام راندی کی فلسفیانہ موافکائیوں اور ویرانہ کار تھاویلوں کی اس میں بھر مار ہے۔ لیکن یہ دانتے سمیٹی برحقیقت نہیں ہے۔ امام راندی کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے اس قرآن پاک کی کسی آیت کے تمام پہلوؤں پر آرا و افکار معاصرین و متقدمین کے یکجا کرو دیئے ہیں اور ساتھ اپنی رائے بھی پیش کی ہے مگر کسی ایک قول کو ترجیح یا اس کی تردید کا شغل اختیار نہیں کیا۔

عربی میں قرآن پاک کی جو تفاسیر لکھی گئیں ان میں ایک بات بہت کھٹکتی ہے اور وہ یہ کہ انہوں نے اسرائیلیات یعنی ایسی روایتوں کو جو یہودیوں کی ذہنی اختراع ہیں یا جن کا تعلق ان کے اساطیری اور افسانوی قصوں سے بلا تامل اپنی کتابوں میں نقل کر دیا ہے اور اس میں محدثین کے اصول روایت کی پابندی نہیں کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بیشتر کتب تفسیر الف سبوی داستانوں کا مجموعہ بن کر رہ گئی ہیں۔

تفسیر ابن کثیر میں روایات کی کثرت ہے مگر اس میں بھی اسرائیلیات موجود ہیں۔ اس طرح خاندن میں بھی بے سرو پا روایتوں کا طومانہ بانڈھا

گیا ہے۔ ایک مشہور منقولہ ہے کہ "اصح کتب التفسیر تفسیر خازن الا  
 ان نصفہ تاویلہ باطلہ" تفسیر کی کتابوں میں سب سے مستند تفسیر خازن  
 ہے مگر اس کا آدھا حصہ لایعنی اور بے سرو پا باہوں پر مشتمل ہے۔  
 عربی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ وہ ہے جو تفسیر جلالین کے نام سے  
 مشہور ہے اور جسے جلال الدین سیوطی اور جلال الدین زوانی نے مرتب کیا  
 ہے۔ اس میں قرآن پاک کے مشکل الفاظ کا نسبتاً سہل زبان میں مفہوم بیان  
 کیا گیا ہے اور ساتھ ہی کہیں کہیں تشریح بھی کی گئی ہے

تفسیر بیضاوی میں قرآن پاک کی تفسیر میں صرف و نحو کے اصول و مبادی کو  
 پیش نظر رکھا گیا ہے اور زیادہ زور ترکیب نحوی پر دیا گیا ہے۔ اگرچہ اس  
 میں روایت و درایت دونوں کی رعایت بھی کسی حد تک ملحوظ رکھی گئی ہے  
 یہی وجہ ہے کہ یورپ میں بھی فلیشر نے اس کو اپنے دیباچہ کے ساتھ شائع  
 کیا اور اس کی افادیت کو تسلیم کیا۔

اورنگ زیب کے استاد ملا جیون نے تفسیر احمدی کے نام سے ایک  
 تفسیر قرآن پاک کی لکھی ہے۔ اس میں کہیں کہیں علمی نکات و معارف بھی  
 ہیں مگر زیادہ زور حسب سابق روایات پر ہے۔

خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی کے استاد مولانا محمد نے عربی زبان میں

قرآن پاک کی ایک تفسیر مرتب کی۔ اس تفسیر میں اہم ہوں نے یہ التزام کیا کہ قرآن پاک کی ہر آیت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قصیبت و عظمت کا ایتارہ کیا۔ اگرچہ یہ جذبہ اپنی جگہ قابل قدر ہے مگر اس سے قرآن کی تفسیر کا حقیقی مقصد فوت ہو گیا۔

تفسیر علقمہ اور تفسیر ابن عباسؓ کے نام سے بھی دو کتابیں الگ الگ تفسیری مضامین پر عہد قدیم میں مرتب کی گئیں۔ ایک اور تفسیر تفسیر مسعودی کے نام سے بھی معرض وجود میں آئی۔

عربی زبان کی معرکہ آرا اور اعجوبہ روزگار تفسیر وہ ہے جسے اکبر اعظم کے نور تن فیضیؒ نے مرتب کیا۔ فیضی ملک الشعراء تھا اور علم و فضل میں یگانہ روزگار اس نے "سوا طع اللہام" کے نام سے ایک ضخیم تفسیر تالیف کی اور اس میں یہ التزام کیا کہ پوری تفسیر میں کہیں بھی کوئی لفظ والا حرف بہنیں لایا اور کمال یہ ہے کہ اس صفت کے باوجود کتاب سہل متنوع کا ایک شاہکار نظر آتی ہے

تیسرا۔ امام ابو حنیفہؒ کے اساتذہ میں سے تھے۔

تیسرا۔ فیضی شیخ مبارک کا پڑھا تھا۔ علوم عربیہ و فارسیہ میں بیکتا اور منفرد

تھا۔ اکبر کے مقررین بارگاہ میں سے تھا۔ صاحب دل اور صاحب ذوق شخص تھا

سکرت اور ہندی میں بھی ماہر تھا۔ ناگور میں دسویں صدی ہجری میں پیدا ہوا۔

اور یہ محسوس نہیں ہوتا کہ کہیں آورو کا بھی اس میں دخل ہے اور کہیں لفظی و  
معنوی ثقالت بھی ہرگز اس میں موجود نہیں۔ یہ باہر میں فیضی نے کیا خوب لکھا ہے

تمام علوم در دوسرے ہیں۔ اللہ کی کلام

کے علم کے سوا کوئی علم نہیں ہے

اور اللہ کے کلام کا علم وہ ہے کہ

جس میں خوبیوں کی کوئی حد نہیں جس

کے محاسن کا کچھ شمار نہیں جس کی تعریف

احاطہ تحریر میں نہیں آسکتی جس کے

علوم کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا اور

کوئی شخص نہیں ہے جو اللہ کی کلام

کے علوم پر حاوی ہو سکے۔ بحر ذوات

خداوندی کے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

کے۔ جہاں تک اہل علم کا تعلق ہے انہیں

تو قرآن پاک کے علوم سے بہت کم

حصہ دیا گیا ہے۔

العلوم کلہا صداع

الاعلم کلام اللہ و

کلام اللہ لا عدلیہا مدۃ

ولا حد لیکارمہ ولا نص

لرسوۃ ولا اخصار

العلوم و ما علم علوم

کلام اللہ کلہا احد الال

اللہ و رسوۃ و اولو

العلم ما علموا الا عدا واد

عربی زبان میں قرآن پاک کی ایک تفسیر قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری

کے نام سے لکھی ہے۔ قاضی صاحب موصوف فقہ حنفیہ کے زبردست عالم

تھے اور تصوف میں مرزا مظہر جان جاناں کے حلقہ اروت میں شامل تھے۔۔۔

علامہ آلوسی نے روح المعانی کے نام سے تفسیر قرآن لکھی ہے۔ اس میں منتقدین کی تمام منتخب لکھا بھی انہوں نے جمع کر دی ہیں۔ ساتھ ساتھ علمی نکات اور تشریح لغات بھی کی ہے اور احادیث و آثار سے بھی استفادہ کیا ہے۔

مفردات امام راعب اصفہانی کے نام سے قرآن پاک کی ایک تفسیر لغاتی تشریح و تفسیر بھی خاصے معرکہ کی چیز ہے۔ اس میں تمام الفاظ قرآنیہ کی تشریح و تفسیر بھی خاصے معرکہ کی چیز ہے اور قرآن مجہی کے سلسلہ میں اس کتاب کو کافی اہمیت حاصل ہے۔ تفسیر جلالین کی طرز پر ایک قدیم تفسیر مدارک التشریح ہے جس میں اختصار بھی ہے اور جامعیت بھی۔ علامہ جبار الدردنخستری نے بھی جو پانچویں صدی ہجری کے نامور عالم تھے تفسیر کشاف لکھی لیکن چونکہ ان پر معتزلہ کے خیالات کی چھاپ تھی اس لئے یا وجوہ بڑی عالمانہ تفسیر تھی مسلمان قوم کی روایت پرستی کی تندر ہو گئی اور مقبول عالم کی سند حاصل نہ کر سکی۔

زمانہ قریب میں مصر کے ایک نامور عالم علامہ طنطاوی نے جن کا بھی حال ہی میں انتقال ہوا ہے قرآن پاک کی ایک تفسیر سائیفیک انداز میں کی ہے۔

غیرا۔ علامہ محمود الوسی بغداد کے تدریس عالم تھے ان کا انتقال ۱۲۷۱ھ میں ہوا



چھبیس جلدوں میں قرآن مقدس کی یہ تفسیر ان تمام علوم و معارف پر محیط ہے جو اس کے سائنسی ارتقا سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ علامہ طرطاوی نے اس تفسیر میں یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن مقدس تمام قدیم و جدید علوم کا سرچشمہ اور تمام سائنسی علوم و معارف کا منبع ہے اور لفظوں شاعرانہ

بمیع العلم فی القرآن لکن

تفاسر عنہ انہام الرجال

(تمام علوم قرآن میں متعظیم ہیں مگر لوگوں کی عقلوں کی ان تک رسائی نہیں ہو سکی) علم حیوانات ہو یا علم نباتات، علم فلکیات و ہیئت ہو یا علم طبقات الارض۔ علوم الہیہ ہوں یا علم اکتشافات، علوم عمرانیہ ہوں یا علم اقتصاد و ہیئت آداب سیاست ہوں یا اصول تجارت۔ علم الآثار ہو یا علم الاخیار علامہ طرطاوی نے ثابت کیا ہے کہ یہ تمام علوم قرآن پاک میں بکھری ہوئی ہیں اور جو لوگ معانی و مطالب کے خواص ہیں وہ ان سے کما حقہ استفادہ کر سکتے ہیں۔ وعدۃ الوجود کے نظریہ کے مؤجد شیخ محمد بن ابی بکر نے نصف القرآن یعنی سورہ کہف تک کی تفسیر ۱۰ جلدوں میں لکھی۔ اس طرح صاحب ہدایہ کے استناد نے ایک تفسیر لکھی جو ہزار جلد است پر مشتمل تھی۔

۱۰ الشیاب الثاقب مولانا حسین احمد مدنی۔ ۲۰ حل مشکلات القرآن عنہم علیہ السلام کا تفسیر

ملا حسین واعظ کاشفی حین کا ذکر پہلے آچکا ہے انہوں نے صرف سورہ فاتحہ کی تفسیر پانچ سو صفحات میں کی اور اس کا نام اسرار الفاتحہ رکھا۔ علامہ انور شاہ کاشمیری محدث نے مشکلات القرآن کے موضوع پر حل مشکلات القرآن لکھی ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار عربی، فارسی اور اردو اور دیگر مشرقی اور مغربی زبانوں کے مصنفین نے علوم قرآن پر مختلف پیرایوں میں متعدد کتابیں تصنیف کیں۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق قرآن پاک کے مطالب و معانی پر صرف عربی میں چھ ہزار سے زیادہ کتابیں تصنیف کی گئیں جن میں سے بیشتر دستبرد زمانہ کے ہاتھوں ضائع ہو گئیں۔ عربی کے علاوہ صرف اردو زبان میں مختلف زاویوں سے قرآن پاک کے ایک ایک پہلو پر جو کتابیں کچھ دو سو برس ہیں آج تک لکھی گئی ہیں ان کی تعداد ایک ہزار سے متجاوز ہے۔ اس پر بھی یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا جاسکتا کہ تمام قرآنی مضامین و مطالب و معانی کا احاطہ کیا جاسکا ہے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

دامان تگہ تگہ و گل حسن تو بسیار

گل چین نگاہ نوز دامان گلزار و

## تفسیر قرآن کے سلسلہ میں

# ایک بنیادی نکتہ

علماء و مفسرین نے تفسیر قرآن کے فن تک رسائی حاصل کرنے کے لئے کم از کم پندرہ علوم پر حاوی ہونے کی شرط عاید کی ہے کہ اس کے بغیر قرآن پاک کے معارف و حقائق سے مکافہ استفادہ نہیں کیا جاسکتا۔

۱۔ پہلے نمبر پر عربی لغت سے واقفیت ہونا ضروری ہے۔ عربی زبان کی ساخت اس کے امثال، اس کے روزمرہ، اس کے محاورے، اس کی کہاوتیں، اس کے اسلوب بیان اور انداز گفتگو سے مفسر کو بخوبی واقف ہونا چاہیئے۔

۲۔ عربی نحو سے واقف ہو اور اعراب کے تغیر و تبدل کا پورا علم رکھتا ہو۔

۳۔ عربی زبان کی گرامر سے واقف ہو اور فعل کے مختلف صیغوں سے واقف ہو

۴۔ الفاظ کے اشتقاق سے بھی پوری طرح واقف ہو کہ ہر لفظ کے مختلف

مادوں پر اس کی نظر ہو۔

۵۔ علم معانی سے واقف ہو اور معانی کے اعتبار سے کلام کی ترکیب میں

یورد و بدل ہوتا ہے اس کا علم رکھنا ہو۔

۴۔ علم بیان سے یوردی طرح واقف ہونا کہ الفاظ کے حقیقی و مجازی معنوں

اور تشبیہ و کنایہ و استفادہ کی سمجھ بوجھ رکھنا ہو۔

۵۔ علم بدیع کا رمز آشنا ہو اور کلام میں خوبی سخن و ادراک کے تمام طریقوں کو اچھی

طرح جانتا ہو۔

۸۔ علم قرأت پر اس کی نظر و سیلج ہو اور قرار کی مختلف روایتوں سے

بخوبی واقف ہو۔

۹۔ علم عقائد کی واقفیت بھی ضروری ہے۔

۱۰۔ اصول فقہ کے مبادیات کو خوب سمجھتا ہو۔

۱۱۔ فقہ سے بھی اچھی طرح واقف ہو اور فقہ کی تمام جزئیات پر نظر رکھتا ہو

تاکہ کلیات کا ادراک کر سکے۔

۱۲۔ تاسخ و منسوخ کی سمجھ بوجھ رکھتا ہو۔

۱۳۔ شان نزول اور اسباب نزول سے بھی واقف ہو۔

۱۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور صحابہ کے تفسیری اقوال بھی اس

کی نگاہ میں ہوں۔

۱۵۔ عقل و فہم و شعور کی ان صلاحیتوں سے بہرہ ور ہو جن کے ذریعے ہر بات

کی ترسک پہنچا آسان ہو جاتا ہے۔

سے کیسیا نے سعادت امام غزالیؒ

صحابہ کرام کے عہد میں حسب ذیل حضرات کو تفسیر قرآن پاک میں خصوصی

امتیاز حاصل تھا۔

۱۔ حضرت علیؓ - ۲۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ - ۳۔ حضرت عبداللہ ابن

مسعودؓ - ۴۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ - ۵۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ

۶۔ حضرت ابی بن کعبؓ -

# قرآن مقدس کی تعلیمات

قرآن مقدس کو تمام آسمانی کتب میں یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ تمام انسانی معاملات میں خواہ ان کا تعلق اس کی انفرادی زندگی سے ہو یا اجتماعی زندگی سے صحیح رہنمائی کرتا ہے اور زندگی میں پیش آنے والے تمام مسائل پر ایک معتدل و متوازن رائے کا اظہار کرتا ہے اور یہ بات دعویٰ سے کہی جاسکتی ہے کہ قرآن کا نظام حیات اور اس کا پیش کردہ نظریہ زندگی ہر انسان کی فلاح و بہبود کا ضامن اور اس کی نجات دہنوی اور آخری کا قبیل ہے۔ قرآن ہمیں آداب سیاست بھی سکھاتا ہے اور آداب معیشت و اقتصاد بھی۔ وہ ہمیں دین کی تعلیم بھی دیتا ہے اور دنیا کی بھی۔ وہ معاشرہ کی ان قدروں کی طرف بھی انسان کی رہنمائی کرتا ہے جن سے انسانی سوسائٹی درآمدی امن سے ہمکنار ہو سکتی ہے اور طبقاتی امتیازات کو ختم کرنے کے گر بھی سکھاتا ہے۔ مختصر یہ کہ وہ خود اس کے اپنے الفاظ میں

وہ ایک ایسی زبردست اور

۱۰۱ فوائد الكتاب عزیز

لا یأتیہ الباطل من بین  
 یدیه ولا من خلفہ  
 تنزیل من حکیم حسید

کتاب ہے کہ جس پر باطل کسی  
 راستے سے بھی حملہ آور نہیں ہو  
 سکتا۔ وہ ایک حکیم و دانشور اور  
 سر ایا تعریف و ستائش ہستی کی  
 جانب سے نازل ہوا ہے۔

ایک ایسی کتاب ہے جو سراسر حق و صداقت پر مبنی ہے اور جس  
 میں باطل کی آمیزش کی اورئی گنجائش بھی نہیں۔

ایک نامور جرمن مستشرق لڈل کرسل نے اپنی کتاب "محمدؐ کا بیجا م"  
 (DES LEBEN DES MUHAMMAD) میں قرآن پاک  
 کے بارے میں جو کچھ لکھا وہ ہم محض اس لئے بطور استثناء و پیش کردہ ہے  
 ہیں کہ اندازہ ہو کہ قرآن کی اس جامعیت کا اعتراف اس کے مخالفوں  
 تک کو بھی ہے۔

وما یومر شہدت بہا ہر اتہاب۔ والفضل ما شہدت بہ الاعداء  
 (وہ ایک ایسی خوبصورت عورت ہے کہ جس کے حسن کا اعتراف  
 اس کی سوکتوں کو بھی ہے اور عظمت وہی ہے جس کا اعتراف دشمنوں)

لے۔ مطبوعہ ۱۸۸۳ء بمقام لپیٹہ۔

لطف کریں کہتا ہے

» قرآن پاک عقائد و اخلاق اور ان پر مبنی دستور کا ایسا مکمل ضابطہ  
پیش کرتا ہے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اس میں ایک وسیع جمہوریہ کے  
تمام آئین و اصول موجود ہیں۔ اس میں رشد و ہدایت کی تعلیم بھی ہے عدل و  
انصاف کے ادب بھی مذکور ہیں۔ فوجی نظم و نسق، اقتصادی مسائل اور عریا  
کے بارے میں بھی آجسماط قانون سازی کی گئی ہے اور ان سب اصول و  
مسائل کی بنیاد ذات باری کے تصور پر رکھی گئی ہے جس کے قبضہ قدرت  
میں انسانوں کی قسمتوں کی باگ ڈور ہے اور جو اقتدار اعلیٰ کا مظہر ہے۔

لے کتاب اللغه العربیہ لجرمی زیدات



# قرآنی نظام سیاست و حکومت

(۱) - اقتدار اعلیٰ صرف اللہ کی ذات کے لئے مخصوص ہے (التا حکم اللہ  
یوسف) حکومت و فرما روائی کا حق صرف اللہ کو ہے (اللہ الخلق  
والامر: اعراف) پیدا بھی وہی کرتا ہے اور فرما روائی بھی اس کا حق ہے  
ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکفرون (الغام) جو اللہ کے قانون  
کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا وہ کافر ہے۔

(۲) - اس اقتدار اعلیٰ کی بنیاد و خلافت اللہ کے پیغمبر کو حاصل ہوئی  
وہاں مسلمانوں رسول اللہ بطرح باذن اللہ (نساء) ہم نے کوئی پیغمبر  
ایسا نہیں بھیجا جس کی بعثت کا مقصد یہ نہ ہو کہ اللہ کے حکم سے اس کی  
اطاعت کی جائے۔ دوسری جگہ فرمایا میں یطع الرسول فقد اطاع اللہ  
جس نے پیغمبر کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

(۳) - نظام حکومت شورائی ہے۔ و مشاور ہم فی الامر۔ معاملات ملکی  
میں مسلمانوں سے مشورہ کرو (آل عمران) و امر ہم شورکے یشہم۔ مسلمانوں کے

سیاسی اور ملکی معاملات یا بھی مشورے سے طے پاتے ہیں۔

۴۔ فرد واحد کی حکومت کا تصور اسلام میں نہیں ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم وسیا، اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو۔ اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اور ان لوگوں کی جن کے ذمے حکومت چلانے کا کام ہے۔

یہاں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے بعد امیر کی اطاعت کا حکم نہیں دیا کہ اس سے شخص اقتدار کا شہ پیدا ہو سکتا تھا۔ اولی الامر کا لفظ استعمال کیا جو جمع کا صیغہ ہے اور جس کا مفہوم یہ ہے کہ ملکی نظام سیاست فرد کی بجائے جماعت کے سپرد ہونا چاہیے اور وہ اتفاق رائے سے معاملات طے کرے۔

۵۔ یہ امر اقتدار طبقہ کا انتخاب تمام امت کی صوابدید سے طے ہونا چاہیے اور امت کو صرف ایسے لوگوں کا انتخاب کرنا چاہیے جو دینی اور دنیاوی دونوں نقطہ نگاہ سے اس اقتدار کے اہل ہوں۔ ان الیہ یا مرکم ان تؤدوا الامانات الی اہلہا (سورہ نساء) اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم قومی ذمہ داریاں ان لوگوں کے سپرد کرو جو اس کے اہل ہوں۔

۶۔ نظام حکومت کی بنیاد عدل پر ہونی چاہیے۔ واذ احکمت بین الناس ان تحکموا بالعدل (نساء) جب لوگوں کے درمیان

فیصد کرو یا ان پر حکومت کرو تو عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کرو

۷۔ عدل کا معاملہ رعایا کے ہر فرد سے یکساں ہوتا چاہیے۔

ولایمیرنکم شان قوم علی الا تعدواہ اعدوا ہوا قریب للذوی (انگ)

کسی قوم کی دشمنی تمہیں شاہراہ عدل و انصاف سے منحرف نہ کر دے

ہر حالت میں عدل و انصاف کا رویہ اختیار کرو کہ یہی تقویٰ سے قریب تر ہے

# قرآنی تعزیرات حد و اللہ

۱۔ چور کا ہاتھ کاٹ دو۔ السارق والسارقتہ فاقطعوا یدیهما جزاً  
 بما کتبتا من اللہ۔ چور مرد ہوں یا عورت ان کا ہاتھ  
 کاٹ دو۔ یہ ان کے عمل کی سزا ہے جو انہیں اللہ کی طرف سے ملی ہے  
 ۲۔ ڈاکو، غنڈے اور معاشرہ میں فساد برپا کرنے والے اور اسلامی حکومت  
 کے یا عیبوں کی سزا ہے۔ انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ و  
 یسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا ویضربوا الذنوب ان یتقطع یدہم و  
 ارجلہم من خلاف ادینقوا من الارض زائدہ) جو لوگ اللہ اور اس  
 کے رسول سے جنگ کرتے ہیں یا معاشرہ کو بگاڑتے ہیں اور فساد برپا کرتے  
 ہیں انہیں یا تو قتل کر دیا جائے یا سولی پر لٹکا دیا جائے یا ان کے ہاتھ  
 پاؤں اس طرح کاٹے جائیں کہ ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف  
 کا پاؤں ہو یا انہیں ملک بدر کر دیا جائے۔

۳۔ الشرایتہ والزانیۃ واطلوعا کل واحدینہما سائتہ جلد۴۔ د لور

رنا کرنے والی عورت اور نہ ناکر نے والی مردوں کو سو سو کوڑے مارو

۵۔ پاکیزہ عورتوں پر تہمت لگانے والے بر والذین یرمون الیہم شتم

لم یاتواہا بربیعہ شہدہ فاجلک وہم ثمانین جلیقہ ولا تقبلوا الیہم شہادۃ ایما

جو لوگ پاکیزہ عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں اور چار گواہ پیش نہیں

کرتے تو انہیں اسی کوڑے مارو اور انہیں کہیں معتبر نہ سمجھو کہ ان کا

اعتبار ہمیشہ کے لئے اٹھ گیا۔

۶۔ قتل کا بدلہ قتل ہے۔ کتب علیکم القصاص فی القتل (البقرة)

۷۔ عضو کے بدلے میں عضو کا قانون نافذ ہے۔ ان النفس بالنفس

بالعین بالعین والا نفع بالانف والاذن بالاذن والسو بالنس

والجروح قصاص ط

# قرآن کا نظام اقتصاد

۱۱۔ اکتنازہ :- (CONCENTRATION OF MONEY) قطعی

طور پر ناقابل معافی ہے۔ وَالَّذِينَ يَكْتُمُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَتَّقُونَ اللَّهَ

فَمَنْ سَبَّلَ اللَّهَ فَنَبِّئْهُمْ بِعَذَابِ اللَّهِ الَّتِي كَانُوا يُصْنَعُونَ وَالَّذِينَ يَكْتُمُونَ

بِهَاجِبِائِهِمْ وَحَبِيبِيهِمْ وَظُهُورِهِمْ هَذَا مَا كَانُوا يَكْتُمُونَ لَأَنْفُسِكُمْ فَذُقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ

(برباد) جو لوگ سونا چاندی جو دیوں میں بند رکھتے ہیں اور انہیں اللہ کے راستے

میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ حیب اس ندو

مال کو جہتم کی آگ میں تپا کر ان کی پیشانیوں ان کے پہلوؤں اور ان کی پشتوں

کو داغا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ تھا وہ سرمایہ جو تم نے جمع کر رکھا تھا اب

اس کا لطف اٹھاؤ اور مزہ چکھو۔

۱۲۔ سود اور سودی کاروبار کی قطعی حائلت۔ يَتَّقِ اللَّهَ الْمَرْكُوبَةَ

وَيُرِيهِ الصَّدَقَاتِ (بقرہ) اللہ سود کو بلیا میٹ کرنا چاہتا ہے اور

صدقات میں برکت عطا فرماتا ہے۔ مَا تَلَّمْ تَفْعَلُوا فَاذْنُوا بِحُرْمَتِهِ مِنَ اللَّهِ

در سولہ (بقراءت) اگر تم سووی کار و بار سے باز نہ مہیں آؤ گے تو اللہ اور رسول  
کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے۔

۳۔ دولت کو چند مہکتوں میں مرکوز نہیں رہنا چاہیے۔ (مشر)

دولت کو صرف دولت مندوں میں گردش نہیں کرتے رہنا چاہیے۔

۴۔ سرمایہ دار طبقہ کے سرمایہ میں عزیز و نادار برابر کے شریک ہیں۔

والله فضل بعضکم علی بعض فی الرزق فما للذین فضلوا براءۃ فی رزقکم

علی ما ملکتم ایما ینہم فہم فیہ سواء اذینتہ اللہ یجد وہ (نحل)

اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق کے معاملہ میں فضیلت عطا

فرمائی ہے۔ پھر جن لوگوں کو مالی برتری حاصل ہے وہ اپنے زیر دستوں پر

وہ مال صرف کیوں نہیں کرتے حالانکہ ان کا اس میں برابر کا حصہ ہے۔ کیا یہ

لوگ اس طرح اللہ کی ناشکری کرتا چاہتے ہیں۔ وحی اموالہم حق للسائل

والمعروم (الذاریات) ان کے مال میں بھکاریوں اور ناداروں کا حق ہے

۵۔ مکاترہ (FREE INTER PRIZE) کو اسلام ناپسند کرتا ہے

اللہ یکم التکاتر حتی یرتم القابرہ (التکاتر) تمہیں مال و دولت میں ایک دوسرے

سے آگے بڑھ جانے کے جذبہ نے اللہ کی طرف سے غافل کر دیا ہے اور

تمہاری یہ غفلت مرتے دم تک قائم رہے گی۔

# قرآن کا نظام اخلاق

۱۔ اور فتوراً بالعبید ان العہد کان مستولاً (اسرائیل) وعدے کو پورا کرو کہ اس کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

۲۔ ان جاءکم فاسق بئیراً فلبئیروا۔ ان تصیروا قوماً یحبالہ قلعبہم اعلیٰ

ما فعلتم نادین (حجرات) اگر کوئی منکر وہ دار شخص کوئی خیر سے کہہ رہے

پاس آئے تو خوب اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو کہیں تم جلد باز ہی نہیں کوئی

ایسا قدم اٹھا لو جس سے کسی کو نقصان پہنچ جائے اور تم کو شرمندگی

اٹھانی پڑے۔ یعنی ہر سنی سنائی بات پر بغیر تحقیق کے یقین نہ کیا کرو۔

۳۔ کسی کا تم سے اڑاؤ۔ یا ایہا النہین انشأ اللہ لیسخر قوم من قوم عسی ان یکنوا

خییر انہم (حجرات) ایمان والو کسی سے تم کو استہزاد نہ کرو

ممكن ہے وہ تم سے بہتر ہو۔

۴۔ ایک دوسرے پر کچھ ممت اچھا لو۔ ولاتلمزوا انفسکم (حجرات)

۵۔ کسی کی چوڑ نہ بناؤ۔ کسی کا نام نہ لگاؤ۔ ولاتنازعنا بالانقباب (حجرات)



۶۔ کسی کے بارے میں بدگمانی نہ کرو کہ یہ گناہ ہے۔ اجتنبوا کثیرا من انسان

ان بعض النمل اتم (حجرات)

۷۔ دوسروں کے حالات کی گھوس کرید نہ کرو۔ ولا تجسسوا کی ٹوہ نہ لگاؤ

۸۔ کسی کی غیبت نہ کرو کہ یہ ایسا ہی ہے جیسے مرے ہوئے بھائی کا

گوشت کھانے لگو۔ ولا یغتب بعضکم بعضا ایحکم ان

یاکل لحم اخیه میتا فکرہتموہ (حجرات)

۹۔ سب انسان برابر ہیں بندگی اسی کو حاصل ہے جو پہلے بیزگار ہوگا

ان اکرم عند اللہ اتقاکم (حجرات)

۱۰۔ بچل خوری، عیب جوئی اور حرص و بخل ناپسندیدہ باتیں ہیں۔

ویلن یکل ھمزہ لمرقا الذی جمع مالا و عبادۃ (بقرہ)

۱۱۔ یتیم کی دلانامی نہ کرو اور بھکارہ کو دھتکارو نہیں۔

انا الیتیم فلا تقہروا اما السائل فلا تنہروا (الضحیٰ)

۱۲۔ صاف سترے نہ ہو۔ و شیابک فطمر (مدثر)

۱۳۔ ہمیشہ سچ بولو۔ جھوٹ سے بچو۔ قولوا قولا سلیما (احزاب)

واجتنبوا قول الزور (حج)

۱۴۔ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرو۔ ان سے قریبی تعلق رکھو۔

وآت ذالقربیٰ حقہ (بنی اسرائیل)

۱۵۔ زمین پر آسٹنگی سے چلو اور یہاں لوگوں کو منہ نہ لگاؤ۔ پیشوں علی الارض  
هنا و اذا خاطبهم الجاهلون قالوا سمعنا (قرآن)

۱۴۔ والدین کے ساتھ دشمن سلوک سے پیش آؤ۔ وبالوالدین احسانا (اسرائیل)

۱۷۔ مرد عورتوں کے سامنے اور عورتیں مردوں کے سامنے لگا ہوں سچی کہیں

قل للمؤمنین یففسوا من البصائر لهم (تور) قل للمؤمنات (تور)

۱۸۔ اگر کرمت چلو۔ ولا تمش فی الارض برها (بنی اسرائیل)

۱۹۔ نہ حد سے زیادہ شگ دل بند نہ حد سے زیادہ نرم دل۔ نہ کمخوس بندو

نه فضول خرچ۔ ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تنیطها

کل البسط فتقده ملوما محسورا (اسرائیل)

۲۰۔ فضول خرچی ہرگز نہ کرو۔ کھانے پینے میں بھی اعتدال قائم رکھو۔

ولا تبذر تبذیرا ان المبدئین کانوا اخوات الشیاطین (اسرائیل)

کلوا و اشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المرفیق (الانعام)

۲۱۔ ضرورت کی عام اشیاء سے ہمدہ اٹھانے پر کوئی روک ٹوک نہ لگاؤ۔

وینعت العاصرت (ماعون)

۲۲۔ کاروباری لین دین میں بہت پڑھت کر لیا کرو۔

اذ انشأیتکم یدیت ال اہل مسمی تاکتوبہ (بقرہ)

۲۳۔ جھوٹی گواہی دت رو۔ اپوں کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو

سچ بولو۔ لایسٹھدون الذور دفرقان کولواقوامین بالقسط

..... ولوعلى الفسك والوالدين والاقربین (نساء)

۲۲۔ لغویات سے پرہیز کرو۔ واذا مروا باللغو مروا کراما

۲۵۔ لوگوں سے بات چیت اچھے انداز میں کرو قولواللناس حسنا

۲۶۔ اللذکے سوا کسی سے نہ ڈرو۔ وایای فادھبون (بقرہ)

۲۷۔ دتیاکمانے کی کوشش کرو اور سب سے اچھے سلوک سے پیش آؤ۔

۲۸۔ زیادہ چلا کر بات نہ کرو اور چال چلیں میں میانہ روی اختیار کرو۔

واقصد فی مشیک و اغضض من صوتک (لقمان)

۱۰ والذین یکفرون اللہ صب والفضة ولایتفقونہا فی

سبیل اللہ فیشوم بعتاب الیم یوم یحیی علیہا فی نار جہنم

تسکوی بہا جنوہم و ظہورہم ہذا ما کنتم تکفرون

۱۱ بحق اللہ الربوا ویرتی الصدقات

۱۲ فان لم تفعلوا فادثر الجرب من اللہ

# قرآن کا نظام افکار و عقائد و اعمال

- ۱۔ اللہ کو ایک مانو کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ واعلم انه لا  
 اله الا الله (محمد) لا تشرك بالله (قرآن)
- ۲۔ یقین رکھو کہ ایک دن تمہیں اپنے اعمال کی جو اب وہی کٹے خدا  
 کے حضور کھڑا ہونا ہے۔ منصف مقام وہ وہ نہی النفس عن الہوی
- ۳۔ فرشتے اللہ کے فرمانبردار بتائے ہیں۔ عبادت کرو ان کو لا یسبقونہ  
 بالقول وهم بامرہ یعلون
- ۴۔ تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہے لا تفرق بین احد من رسلہ
- ۵۔ مرتے کے بعد جی اٹھا ایک امر واقع ہے۔ قل یحییٰ الذی  
 انشاہا اول مرة (یسین)
- ۶۔ تمنا نہ پڑھتا دین کے بنیادی قرآن میں ہے۔  
 اقموا الصلوة ولا تکلوا من المشرکین (روم)
- ۷۔ اللہ کے راستے میں خیرات و صدقات لو اکرتے ہو۔

والفقراء في سبيل الله (بقراء)

۸۔ رمضان کے روزے رکھنا ضروری ہے۔

فمن شهد منكم الشهر فليصمه (بقراء)

۹۔ حج فرض ہے ہر اس شخص پر جو بچکے جانے کی طاقت رکھتا ہو۔

والله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا

۱۰۔ جہاد ضروری ہے۔ ہر دم جہاد کے لئے تیار رہو۔

وجاهدوا في الله حق جهاده (حج)

۱۱۔ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ انما المؤمنون اخوة

۱۲۔ آپس میں جھگڑنے سے ہوا اکھڑتی ہے ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم

۱۳۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام ملحوظ رکھو۔

لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبي (حجرات)

۱۴۔ ہر پچھیر انسان ہوتا ہے۔ محمد کریم صلعم بھی انسان ہیں۔

وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحي اليهم (الاعراف)

۱۵۔ جو شخص بھی برائی کرے خواہ وہ کتنا بڑا انسان کیوں نہ ہو سزا کا

حقوق دار ہے۔ من يعمل سوءا يجز به

۱۶۔ پیغمبر اللہ کا برگزیدہ اور معصوم ہوتا ہے۔ الله اعلم حيث يجعل رسالته

۱۷۔ حضور کے صحابہ قابل تکریم ہیں۔ رضى الله عنهم ورضوا عنه (بقرہ)

۱۸۔ کوئی کسی کے جرم کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ ہر شخص اپنے عمل کا ذمہ دار

ہے۔ لا تزدوا ذرة وزر اخوی (یعنی اسرائیل)

۱۹۔ انسان کو اس کی کوششوں کا ثمرہ مل کر رہتا ہے۔

لیس للانسان الا ما سعی وانجم

۲۰۔ انسان تقدیر الہی کا پابند ہے۔

وما تشاءون الا ان يشاء الله (دوسر)

# حفاظ قرآن

قرآن مقدس کے حفاظ و قراء حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کم و بیش ۲۸ تھے۔ ان میں سے ۲۱ مہاجر تھے جن میں سے چار ستورات و صحابیات تھیں۔ ان مہاجرین و مہاجرات کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت عمر فاروقؓ۔ حضرت عثمان غنیؓ۔  
 حضرت علیؓ۔ حضرت طلحہؓ۔ حضرت سعدؓ۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ۔  
 حضرت حذیفہؓ۔ حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ۔ حضرت ابوسہرؓ۔  
 حضرت عبداللہ ابن عمرؓ۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ۔ حضرت عمرو بن العاصؓ۔  
 اودان کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ۔ حضرت امیر معاویہؓ۔ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ۔ حضرت عبداللہ ابن سائب۔

مستورات میں :- حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ۔ حضرت ام المومنین حفصہ بنت عمرؓ۔ حضرت ام المومنین ام سلمہؓ۔ حضرت ام دقہؓ۔

النصار صحابہ میں :- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت معاذ بن  
جبل رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ حضرت جمح بن حاتم رضی اللہ عنہ  
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ

ایک روایت میں ہے کہ مدینہ المنورہ کے قبیلہ خزرج میں قرآن پاک  
کے چار حافظ تھے اور قبیلہ خزرج کے لوگ اس بنا پر قبیلہ اور اس کے لوگوں  
پر فخر کیا کرتے تھے یہ

احادیث نبوی میں حفظ قرآن کے بے شمار خصائل آئے ہیں اور  
قرآن پاک کے حافظوں کے مراتب عالیہ کا بھی بکثرت ذکر حدیثوں میں  
آتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا "من حفظ القرآن  
وعمل بها لبس والداہ تا جیوم القيمة ضوعاً احسن من ضوع الشمس  
درحس شمس نے قرآن پاک کو حفظ کیا اور اس پر عمل پیرا ہوا اس کے والدین  
کو قیامت کے روز تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے زیادہ  
منورہ ہوگی۔"

نیر - انصاری فی تیسر الصمانہ - ۲ - اعجاز القرآن الاستاذ مصطفیٰ صادق الدغی



# تاریخ نزول قرآن

قرآن پاک کا نزول ماہِ رمضان المبارک میں ہوا۔ جیسا کہ قرآن پاک نے اس کی تصریح کی۔

”رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔ وہ قرآن جو نسلِ انسانی کی ہدایت کا منشور ہے، جس میں بیچ اور جھوٹ کی ہر بات اور انسانی بد سہمائی کے ہر طریقہ کو کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔“ (بقیہ)

انا انزلناہ لیلیۃ القدر قدر

”بے شک ہم نے قرآن کو لیلیۃ القدر میں نازل فرمایا۔“ دوسری جگہ

ارشاد ہوتا ہے۔ انا انزلناہ فی لیلیۃ مبارکہ انا کنا منذرین (ہم نے اس کتاب کو ایک مبارک رات میں نازل کیا۔ ہم لوگوں کو اپنے

عذاب سے ڈرانا چاہتے تھے)

یہ مبارک رات اور یہ شبِ قدر رمضان کی کون سی تاریخ کو تھی اس کے بارے میں حتمیت کے ساتھ کوئی بات نہیں کہی

جاسکتی۔ بعض روایتوں میں ہے کہ متاکیسویں شبِ مکتی۔ بعض روایتوں میں اس سے مختلف تاریخیں بیان ہوئی ہیں لیکن متاکیسویں شبِ والی روایت کو تقریباً تمام ائمہ، محدثین نے صحیح قرار دیا ہے اور اس روایت کو دیگر تمام روایتوں پر ترجیح دینی جاتی ہے۔

امام احمد بن حنبل کی ایک روایت تفسیر ابن کثیر میں منقول ہے جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں۔ انزلت ابراہیم فی اول لیلۃ من رمضان وانزلت التوراة لیلۃ من رمضان وانزل زبور ثلثی عشرۃ فلت من رمضان والانجیل لثمانی عشرۃ وانزل القرآن لاربع و عشرين فلت من رمضان۔ ”حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چھٹے روز رمضان کی پہلی شب نازل کئے گئے۔ تورات کا نزول چھ روز رمضان کو ہوا۔ زبور ۱۲ روز رمضان کو نازل ہوئی اور انجیل ۱۸ روز رمضان کو اتر سی اور قرآن پاک رمضان کی پچیسویں شب کو نازل ہوا۔“

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول وحی کے لئے اللہ تعالیٰ کی کتاب تقدیر میں رمضان کے چھٹے کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

لے الاتقات - جلال الدین سیوطی۔

اور تمام کتب سماویہ اسی مہینے میں تازل ہوئیں اور قرآن پاک کا نزول رمضان کے آخری عشرہ کی پچیسویں شب کو ہوا۔  
 قرآن پاک کا یس برس کے عرصہ میں تازل ہوتا اپنی جگہ ایک واقعہ ہے اور یہ نزول بتدریج تھا۔ ان دونوں روایتوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی جانب قرآن پاک کا نزول رمضان کے مہینہ میں ہوا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مہینہ میں اولین وحی سے سرفراز فرمایا گیا مگر اس کے بعد حسب موقع و محل بتدریج اس کی آیات تازل ہوتی رہیں قرآن پاک کی موجودہ ترتیب بالکل اسی ترتیب کے مطابق ہے جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مسعود میں تھی۔  
 امام بخاریؒ کی ایک روایت میں ہے کہ۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنی بیٹی فاطمہؓ کو یہ سارا

بتا دیا تھا کہ ہر سال قرآن

کا ورد کرتے آتے ہیں مگر اس سال

یعنی وفات کے سال، ہجرت سے حسب ذیل

نے دو مرتبہ دور کیا ہے جہاں تھا۔ جیسا کہ

سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میری  
زندگی کا اختتام آپہنچا ہے۔

علمائے اس حدیث سے یہ استنباط کیا ہے کہ اس سے جہاں  
ایک طرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضورؐ کی حیات طیبہ میں نہ صرف  
قرآن پاک تکمیل پذیر ہوا بلکہ آیات و سور کی ترتیب بھی حضورؐ کے  
عہد مبارک میں ہی ہو چکی تھی اور مصحف عثمان کی ترتیب اسی کے  
مطابق عمل میں آئی۔

بعض دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حضورؐ نبی اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو بتایا کرتے تھے کہ فلاں آیت فلاں سورت  
سے تعلق رکھتی ہے اور فلاں سورت کا فلاں نام ہے۔ یہ بات بہر طور  
مسلمہ ہے کہ قرآن مقدس کے نزول کی ترتیب اس کی موجودہ ترتیب سے  
مختلف ہے۔ چنانچہ سب سے پہلی وحی جو حضورؐ نبی اکرم صلی اللہ علیہ  
وسلم کی طرف سے آئی وہ تیسویں پارہ کی سورہ علق کی ابتدائی آیات ہیں  
اقترا باسم ربک  
پڑھا اپنے رب کا نام لے کر  
"ذی خلقہ خلق  
جس نے کائنات کی تخلیق فرمائی

بغزائب رسمہ و حکمہ مولفہ محمد طاہر بن عبدالقادر انکروی الخطاط  
۱۳۴۵ھ

الانسان من علقہ  
اقرا وریک الاکرم  
الذی علم بالقلوب  
علم الانسان ماہم  
یعلم -

جس نے انسان کو گوشت کے  
لوٹھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھا اور  
اس احساس کے ساتھ کہ تیرا  
پروردگار بڑا کریم ہے جس نے  
تلم کے ذریعے علم عطا فرمایا اور  
انسان کو وہ کچھ سکھا دیا جس کا  
اسے علم تک نہ تھا۔

اور آخری وحی سورہ مائدہ کی یہ آیت ہے۔ یہ آیت حجۃ الوداع کے  
موقع پر شاہ کے اواخر میں نازل ہوئی۔

السیوم المکت لکم دینکم  
والتمت علیکم نعمتی و  
رضیت لکم الاسلام  
دینا

آج کے دن میں نے تمہارا دین  
تمہارے لئے مکمل فرما دیا اور تم پر  
اپنی نعمتوں کی تکمیل کر دی اور تمہارے  
لئے اسلام کو بطور ایک دین کے  
منتخب فرمایا۔

قرآن پاک کے نزول کے بارے میں یہ بات بھی ذہن  
نشیں رہے کہ ابتدا میں قرآن پاک عرب کے حسب ذیل  
سات قبائل کے ہجروں میں پڑھا جاتا تھا۔ جیسا کہ

حدیث میں آتا ہے۔

انزل القرآن علی سبعة  
قرآن پاک سات ہجوں میں  
احرف نازل کیا گیا۔

سات سے قبائل :- قریش - مہدین - ثقیف - ہوازن  
کنانہ - تمیم اور قحطان

یوں تو قرآن مقدس کے بہت سے نام خود قرآن پاک کے  
اندر مذکور ہیں۔ ان میں مشہور نام فرقان (حق و باطل میں فرق کرنے والا)  
تبیان (ہر بات کو وضاحت سے پیش کرنے والا، تذکرہ دیا دہانی  
کا ذریعہ، بلاغ (ایک پیغام یا ذکر خدا کو یاد دلانے والی کتاب)  
موعظہ (پند و نصیحت)، نور (روشنی بخشنے والا)، کتاب (ایک  
مربوط و منضبط کتاب)، الہدی (پیام ہدایت و رہنمائی)  
خدا کی اس آخری کتاب کا نام جو اس کا علم ہے جس نام سے  
وہ مشرق و مغرب میں متعارف ہے اس کے بارے میں مختلف آراء ہیں

۱۔ الاتقان (جلال الدین سیوطی) ۲۔ مؤخر الذکر قبیلہ کے لوگ  
یمن میں آباد تھے۔ ۳۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں تمام ہجوں کو ختم  
کرنے کے لیے قریش کا لہجہ یہ قرار رکھا گیا تاکہ اختلاف پیدا نہ ہو۔

ایک رائے تو یہ ہے کہ وہ اس کتاب کا اسم علم ہے اور وہ کسی مادہ سے مشتق نہیں ہے اس لئے لغوی معنی اس کے خدا کی آخری کتاب کے ہوں گے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور ایک رائے یہ ہے کہ یہ لفظ قرأت سے مشتق ہے اور مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی بہت زیادہ پڑھی جانے والی کتاب قرآن مقدس بھی ہے۔

مولانا عبید اللہ سندھی نے قرآن کو قرآن سے مشتق قرار دیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن پاک تمام دنیا کی اقوام کے درمیان یگانگت اور محبت قائم کرنے کے لئے نازل ہوا اور اس کے نزول کا مقصد یہ تھا کہ وہ اقوام عالم کو ایک رشتہ وحدت میں منسلک کر دے۔

PROPER NOYN

# قرآن پاک کی کتابت

قرآن پاک کی کتابت کا کام اگرچہ عہد نبوی میں ہی آغاز پذیر ہو گیا تھا اور صحابہ کی کثیر جماعت اس کام سے والہانہ شغف رکھتی تھی مگر صحابہ کا دور بالخصوص خاندان نبوی امیہ و بنی عباس کے عہد ہائے سلطنت میں عربی کے بڑے اچھے کاتب پیدا ہوئے جو صرف کتابت قرآن ہی کا مشغلہ اختیار کئے ہوئے تھے لیکن قرآن پاک کی عظمت کا ایک ادنیٰ ثبوت اور مسلمانوں کی اس سے گہری وابستگی کی ایک معمولی سی مثال یہ ہے کہ اس کی کتابت کا مشغل بادشاہوں نے اختیار کیا۔

ناصر الدین محمود جو التمش کا بیٹا تھا اپنے ہاتھوں سے قرآن پاک کی کتابت کیا کرتا تھا۔ بابر نے حید پانی پت کے میدان میں ابراہیم لودھی کو شکست دے کر ہندوستان کی عظیم الشان سلطنت پر قبضہ جمایا تو اس نے ازراہ شکر اپنے ہاتھ سے قرآن پاک کا نسخہ لکھا اور اسے مکہ مکرمہ بھیجوا یا۔ اورنگ زیب عالمگیر غازی جو خالواۃ مغلیہ کا پیر جلال شہنشاہ تھا قرآن پاک کی کتابت کو اعزاز سمجھتا تھا بلکہ اس نے



تو اس کام کو بطور پیشہ اختیار کر رکھا تھا۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے  
 کہ وہ خزانہ عامرہ سے اپنی ذات پر ایک بیسہ بھی خرچ نہیں  
 کرتا تھا اور اس کی آمدنی کی واحد صورت کتاب قرآن تھی  
 اس کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قلمی نسخے آج بھی دستیاب ہیں۔

# قرآن پاک کے بارے میں ضروری اعداد و شمار

قرآن پاک کی کل سورتیں ایک سو چودہ ہیں۔ اس کے کل اجزاء (پارے) تیس (۳۰) ہیں۔

قرآن کی کل آیات چھ ہزار دو سو پچھتیس (۶۲۳۶) ہیں۔

قرآن کے کل کلمات ستتر ہزار نو سو چونتیس (۷۷۹۳۴) ہیں۔

اس کے حروف کی تعداد تین لاکھ تیس ہزار چھ سو ستر (۳۰۲۲۶۷) ہے۔

قرآن پاک کے حروف پر نقطوں کی تعداد دس لاکھ پچیس ہزار تیس (۱۰۲۵۰۳) ہے

حروف کے اعتبار سے قرآن پاک کا نصف اول سورہ کہف کے لفظ "تکرا" کے

نون پر ختم ہوتا ہے اور نصف ثانی "تکرا" کے کاف سے شروع ہوتا ہے۔

کلمات کے اعتبار سے قرآن پاک کا نصف اول سورہ حج کے لفظ "والجلود"

پر ختم ہوتا ہے اور "ولہم مقام" سے نصف آخر کا آغاز ہوتا ہے۔

بعض مصاحف کی رو سے حروف قرآنیہ کا نصف اول سورہ کہف

کے لفظ "لم یطع" کی ف پر ختم ہوتا ہے اور "والشعرون" کی و سے نصف آخر شروع ہوتا ہے

# قرآن پاک کے اوراق میں حرف تہجی کی تعداد

ث	ت	ب	الف
۱۲۷۴	۱۰۱۹۹	۱۱۴۲۸	۴۸۸۷۲
د	ج	ح	ع
۵۴۰۲	۲۴۱۴	۳۷۹۳	۳۲۷۳
س	ز	د	ذ
۵۸۹۱	۱۵۹۰	۱۱۶۹۳	۴۴۷۷
ط	ص	ص	ش
۱۲۷۷	۱۴۰۷	۲۰۱۳	۲۲۵۳
ف	ع	ع	ظ
۸۴۹۹	۲۲۰۸	۹۲۲۰	۸۴۲
ق	ل	ک	ق
۲۴۵۴۰	۳۰۴۳۲	۹۵۰۰	۴۸۱۳
م	ھ	و	ن
۲۵۹۱۹	۱۹۰۷۰	۲۵۵۳۴	۴۵۱۹۰

اس سے اندازہ لگائیے کہ مسلمان قوم کو قرآن پاک سے کیسا والہانہ لگاؤ تھا اور مسلمان عالموں نے قرآن پاک کی حفاظت کے لئے کیسی کیسی کاوشیں کیں اور کس قدر دیدہ ریزی سے نہ صرف اس کے علوم کو منضبط کیا بلکہ اس کے الفاظ و حروف تک کو بھی گن کر دنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ اگر دنیا کی تمام دشمن قوتیں مل کر بھی قرآن پاک میں رد و بدل کرنا چاہیں تو ان کے بس سے باہر کی بات ہے۔

# قرآن پاک و بیرون کی نظر میں

ڈاکٹر مورسین جن کے بارے میں پہلے لکھا جا چکا ہے کہ وہ فرانس کے نامور مشرقی علوم عربیہ کے ماہر اور زبردست ادیب تھے اور جنہوں نے حکومت فرانس کے ایما پر قرآن پاک کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کیا ہے قرآن پاک کے متعلق رقم طراز ہیں۔

”روم کے عیسائیوں کو اگر کوئی چیز گمراہی سے نکال سکتی تھی تو وہ اس آواز کے سوا کوئی چیز نہیں تھی جو سر زمین عرب میں غارترا سے بلند ہوئی۔ یہی آواز تھی جس نے ایک سیدھا سادا اور پاک و صاف مذہب دنیا کو سکھایا۔“

ایک دوسری جگہ ڈاکٹر مورسین نے قرآن پاک کی فصاحت و بلاغت کے بارے میں لکھا ہے ”قرآن مقدس کیا ہے؟ فصاحت و بلاغت کا

سے تنقید الکلام از سید امیر علی باب ۱۶۔

کا ایسا مرقع ہے جسے چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ خوش اسلوبی ادا اور خوش انداز ہی  
بیان کے اعتبار سے یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے بلکہ اگر لوگوں  
کہا جائے کہ قدرت خداوندی کی اذلی عنایت نے انسان کی ہدایت  
کے لئے جو کتابیں مرتب کیں ان میں سب سے بہتر یہی کتاب ہے  
اس آسمانی کتاب کے نغمے انسان کی تیر و فلارج سے متعلق ہیں  
اور یونانی فلاسفر کے نغموں سے کہیں زیادہ موثر ہیں۔ اس میں خالق  
ارض و سما کی حمد و ثنا ایسے دلکش اور دلنشیں پیرایہ میں کی گئی کہ خدا  
کے آستانہ جلال پر پروحیں سجدہ ریز سو جاتی ہیں اس کتاب کا ایک  
ایک حرف خدا کی عظمت و قدوسیت سے لبریز ہے۔ تمام آسمانی  
کتابوں میں سے جو حضرت داؤد کے زمانہ سے جان تالموس کے عہد  
تک تازہ ہوئیں کوئی ایک کتاب بھی اس کی ادنیٰ سورت کے  
مقابلہ میں پیش نہیں کی جاسکتی۔ اس کی فصاحت و بلاغت کے  
سامنے بڑے بڑے شاعروں اور النشا پردازوں کے سہرا احترام و  
عقیدت سے جھکتے رہے ہیں اور اس کے نہ ختم ہونے والے اسرار و  
عجائبات پر بڑے بڑے مفکرین و فلاسفر سر دھنتے رہے ہیں بلاشبہ یہ الفاظ و  
معانی کا ایک بحر حجاج و زخارہ ہیں

سے گلاب و لوز ترانس رومان، ایک فرانسیسی مبلد میں ان کا یہ مجموعہ شائع ہوا

ڈاکٹر مورس نے قرآن پاک کے ایک اور فرانسیسی مترجم موسیو سالمان ریناش کی تنقید کے جواب میں جو اس نے اپنے ترجمہ قرآن کے دیباچہ میں قرآن پاک پر کی تھی کیا خوب لکھا ہے۔

موسیو ریناش اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کہ قرآن کی دو حیثیتیں ایسی نمایاں ہیں کہ قرآن پاک کا کوئی بدترین ناقد بھی ان کو جھٹلانے یا ان سے آنکھیں پند کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا اور ان دونوں حیثیتوں کی بنا پر وہ تمام انسانی کتابوں پر فوقیت رکھتی ہے اس کی پہلی انتیازی حیثیت تو یہ ہے کہ اس کی صحت نسبت پر کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا جیکہ توریت و انجیل میں اس شبہ کی گنجائش بدرجہ اتم موجود ہے۔ کوئی شخص بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ کتاب محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نہیں ہے یا ان کی طرف اس کتاب کا انتساب محل نظر ہے۔ اس کی دوسری حیثیت یہ ہے کہ قرآن پاک کے ذریعے نہ صرف عربی زبان محفوظ ہے بلکہ اسلام کے تمام بنیادی اصولوں کا سرچشمہ بھی یہی کتاب ہے اور تمام اسلامی شریعت کا ماخذ و منبع اچ بھی جیکہ صدیاں بیت چکی ہیں قرآن پاک کے سوا دوسری کوئی کتاب نہیں ہے۔ کاش موسیو ریناش صورت حال کے اس پہلو پر تو صبر اور غور کرتے تو انہیں اندازہ ہوتا کہ خیالات کو روشن کرنے اور تاریکی

کو مٹاتے ہیں اس کتاب کا کتنا بڑا ہتھیار ہے " لے  
 جارج سیل میں نے انگریزی میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا ہے وہ  
 قرآن مقدس کے بارے میں لکھتا ہے۔

"قرآن پاک کی عبارت نہایت فصیح و بلیغ اور رواں ہے  
 یہ ایک جامع و مختصر صحیفہ ہے۔ اس میں فصیح و بلیغ و بلیغ و بلیغ اور  
 پر معنی جملے ہیں۔ خصوصاً وہ آیات نہایت زور دار ہیں جن میں اللہ  
 تعالیٰ کی عظمت و شوکت، اس کے جاہ و جلال اور اس کی صفات کمال  
 کا تذکرہ ہے۔ قاری کو اس صحیفہ میں ایسی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں  
 اگرچہ میرا ترجمہ متن کا اصل مفہوم اور انہیں کر سکتا، گو میں نے بڑی تندی سے  
 نہایت مستفادہ طریق پر ترجمہ کیا ہے۔"

ریورنڈ جی۔ ایم راڈویل جس نے قرآن پاک کا ترجمہ ترتیب فرمایا  
 سور کے مطابق کیا ہے اور جو بڑا متعصب پادری تھا اپنے مقدمہ  
 قرآن میں لکھتا ہے۔

"قرآن نے جس طور پر خدا کے قدوس کی حمد و ثنا کی ہے اور اس  
 کی وحدانیت اور اس کی دیگر صفات کا جس انداز میں ذکر کیا ہے اس



کے لئے وہ بلاشبہ مستحق تحسین ہے۔ قرآن پاک اعلیٰ درجہ کی صداقتوں کا امین ہے۔ اس کے الفاظ محقر ہیں مگر ان کے معانی بے حد ہیں اور اس کا اسلوب الہامی حکمتوں سے مملو ہے۔ بالخصوص مسئلہ توحید ایسی نقاست اور کمال تیقن کے ساتھ پیش کیا گیا ہے کہ کسی اور آسمانی کتاب میں اس کی نظیر نہیں ملے گی۔ پھر اس میں روحانیت کی بیداری بھی نہیں ہے۔ ہر شخص اس کے مسائل کا اور اک کر سکتا ہے اور اس میں قوت نفوذ و تاثیر بدرجہ اتم موجود ہے۔

ایک اور مشہور انگریز مستشرق کارلائل نے جو کیمبرج یونیورسٹی میں عربی کا پروفیسر تھا اپنی شہرہ آفاق کتاب "دنیہ کا سب سے مقبول مذہب میں لکھتا ہے۔

"قرآن ایک آسان اور عام فہم کتاب ہے جس کی نسبت مسلمانوں کا اعتقاد یہ ہے کہ وہ خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ یہ کتاب ایک ایسے دور میں منصفہ طور پر آئی جب پاروں اور گھٹا لوٹپ اندھیار چھایا ہوا تھا۔ انسانیت، تشرافت اور تہذیب و تمدن کا نام و نشان مٹ چکا تھا۔ ہر طرف بد امنی اور شر و ساد کا دور دورہ تھا۔ نفسانیت اور غرض پرستی اور شہوانی جذبات کا ہر طرف سیلاب بلاخیر اٹھا ہوا تھا۔ قرآن مقدس کی تعلیمات نے امن و سکون اور محبت و الفت کے جذبات کو فروغ دیا۔

یہ حیاتی کی ظلمت کا فور ہو گئی۔ ظلم و ستم کا بازار سرد پڑ گیا۔ ہزاروں گم کردگان  
 راہ ہدایت پا گئے۔ وحشی قبائل مہذب و تمدن اور بااخلاق ہو گئے۔ اس  
 کتاب نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔ جاہلوں کو عالم، ظالموں کو رحم دل اور  
 عیش پرستوں کو پرہیزگار بنا دیا۔ بلاشبہ اس کو پڑھنے سے دل و دماغ پر یہ  
 اثر ابھرتا ہے کہ وہ صادق کا کلام ہے اور اس کے مندرجات  
 صداقت سے معمور ہیں۔“

انگلستان کے نامور مورخ ڈاکٹر گین نے اپنی مشہور کتاب ”سلطنت  
 روما کا زوال“ کی پانچویں جلد میں لکھا ہے یہ

قرآن مقدس کی نسبت یہ بات ساری دنیا نے تسلیم کر لی ہے کہ  
 بحر الماتک سے لے کر دریائے گنگا تک ہر شخص اس امر کا معترف  
 ہے کہ یہ ایک دستور اساسی ہے۔ صرف اصول مذہب ہی کے لئے  
 نہیں بلکہ دیوانی اور فوجداری نظام کے لئے بھی بلکہ یہ ان تمام قوانین  
 پر بھی حاوی ہے جن پر نظام عمران و تمدن کا دار و مدار ہے اور جن سے  
 نوع انسان کی زندگی عبارت ہے۔“

تاریخ ادب اللغۃ العربیہ از جرجی زیدیان مطبوعہ مصر۔

2 - THE FALL OF ROMAN EMPIRE

ایک اور جگہ گین نے قرآن پاک کی عظمت کا اعتراف ان لفظوں

میں کیا ہے -

” ہر انصاف پسند شخص اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے

کہ قرآن ایک بے نظیر قانون ہدایت ہے۔ اس کی تعلیمات انسانی

فطرت کے مطابق ہیں اور وہ اپنے اثر و نفوذ کے لحاظ سے ایک

حیرت انگیز حیثیت کا حامل ہے۔ اس نے وحشی عربوں کی سیرت

میں وہ انقلاب پیدا کیا کہ تعجب ہوتا ہے۔ اس نے ہمدردی اور

محبت کے جذبات سے ان کے دلوں کو معمور کر دیا۔ قتل و خون ریزی

کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ بلاشبہ یہ اس کا عظیم الشان کارنامہ ہے“

روس کا مشہور فلسفی کاؤنٹ لیوٹا سٹائی اپنی معرکہ آرا کتاب

THE LIGHT OF RELIGION د مذہب کی روشنی میں لکھا ہے کہ

”قرآن مسلمانوں کی مذہبی کتاب ہے جس کے بارے میں ان کا اعتقاد

یہ ہے کہ اس کو خدا نے نازل کیا ہے۔ یہ کتاب عالم انسان کی

ہدایت کے لئے بہترین رہنما ہے۔ اس میں تہذیب و شائستگی کا سبق

ہے۔ تمدن و معاشرت اور فیاض اخلاق کی جامع ہے۔ اگر صرف یہی

HISTORY OF THE WORLD P. ۲۲۸

ایک کتاب دنیا کے سامنے ہوتی اور کوئی مصلح اور پیغمبر نہ آیا ہوتا تو حقیقت یہ ہے کہ یہی ایک کتاب انسانی ہدایت و قیام کے لئے کافی تھی۔ کیا یہ کلم انقلاب انگیز اور تعجب خیز بات ہے کہ ایک ایسے دور میں جیکہ شر و فساد کی آگ ہر طرف بھڑک رہی تھی۔ خوں خواری اور ڈاکہ زنی عام تھی۔ فحاشی اور بے حیائی کا چلن پورے معاشرہ میں پھیلنا ہوا تھا۔ ایسے پر آشوب دور میں اس کتاب نے ان تمام گمراہیوں کا خاتمہ کر دیا۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (طبع نہم کی سولہویں کتاب) میں تھیوڈور نوڈلکی نے قرآن پاک پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

قرآن مجید اسلام کی بنیاد ہے اور یہ کروڑوں انسانوں کی مقدس کتاب ہے جن میں سے بعض تہذیب قدیم کی یادگار قومیں بھی ہیں۔ عبادت گاہوں میں، درس گاہوں میں اور دوسرے طریقوں پر قرآن پاک کی تلاوت وسیع پیمانہ پر کی جاتی ہے۔ بلاشبہ قرآن الہامی کتابوں میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے (صفحہ ۵۹۷)

یہی شخص اپنی مشہور تالیف "Geschichte der Koran" میں لکھتا ہے۔

قرآن کی سب سے زیادہ خوبصورت سورتیں وہ ہیں جن میں روزِ جزا

کی زلزلہ آفتی کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ہم زمین کو ابھرتے اور پھولتے ہوئے، پہاڑوں کو گردوغبار میں تبدیل ہوتے اور ستاروں کو انتہا درجہ کی بے ترتیبی کے ساتھ منتشر اور پراگندہ ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

تھیوڈور لولڈ کی نے جب یہ عبارت لکھی تو غالباً اس کے پیش نظر قرآن پاک کے تیسویں پارے کی دوسو تین سورہ "الشمس" اور سورہ "انفطار" تھیں جن میں قیامت کی ہوائیوں کا ذکر بڑے بیغ پیرایہ بیان میں اس خوبی ادا سے کیا گیا ہے کہ محسوس ہوتا ہے کہ

چلے گزر رہے ہیں کسی وائٹاں سے ہم

مشہور فلسفی شاعر گوٹے نے قرآن پاک کی تعلیمات کے بارے میں اپنے ایک دوست ایگن من سے اپنے تاثرات کا اظہار ان لفظوں میں کیا ہے۔

"تم دیکھتے ہو کہ قرآن پاک کی تعلیم کو کبھی ناکامی کا منہ دیکھتا نہیں پڑا۔ اپنے تمام نظامیائے تعلیم کے ساتھ اگر ہم چاہیں بھی تو قرآن کی تعلیم سے آگے نہیں بڑھ سکتے اور نہ کسی انسان میں یہ طاقت ہے

کہ وہ قرآن سے بہتر نظام پیش کر سکے۔

ادیب تناز اور انگلستان کے مشہور ڈرامہ نگار جارج برنارڈشا

نے ممباسہ (دہلیجاہ میں ایک مقام ہے) میں مشہور مبلغ اسلام مولینا  
عبدالعلیم صدیقی میرٹھی سے گفتگو کرتے ہوئے قرآن پاک کے بارے میں

اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”میں قرآن پاک کے موثر اور حیرت انگیز طرز بیان کا بے حد معترف ہوں

اس کیبہ میں کسی دلکشی اور دلآویز قضاہیت اور خوبصورتی پائی جاتی ہے

جس میں میدان حشر کا ہولناک نقشہ کھینچا گیا ہے اور دہشت کشی کی رسم کو دنیا

سے نیست و نابود کرنے کے لئے معصوم بچی سے کیے نرے انداز میں یہ

سوال کیا گیا ہے کہ ”سچھ کو آتر کس جرم کی پاداش میں قتل کیا گیا ہے“

میرے خیال میں لوگوں کے دلوں کو متاثر کرنے اور ان کے ذہنوں

پر ایک پائیدار نقش قائم کرنے کا یہ کیسا رنگین و دلکش اسلوب ہے۔“

نہرا۔ یہ سورہ مکرہ کی آکھٹویں اور نویں آیت (بارہ ۲۰) کی جابت اشارہ ہے

”اور جب زندہ درگور کی جانے والی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ اسے

کس جرم میں موت کے گھاٹ اتارا گیا۔“

۲۔ اخیلہ و شعرا سالہ آباد ۸ جنوری ۱۹۳۷ء صفحہ ۱ کاظم ۲۔

فرانس کے عظیم سپہ سالار نپولین بوناپارٹ نے کہا تھا۔  
 ”میری یہ خواہش ہے کہ دنیا پر قرآن پاک کے اصول و قوانین کے  
 مطابق حکومت کی جاٹے اس لئے کہ صرف انہی میں نوع انسان کی حقیقی فلاح  
 اور بہبود مضمون ہے۔“

ہندوستان کے عظیم رہنما مسٹر گاندھی نے اخبار ”ینگ انڈیا“ (YOUNG  
 INDIA) میں لکھا ہے۔

”مجھے قرآن پاک کو الہامی کتاب مان لینے میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں“  
 شہرہ آفاق انسانہ نگار ایچ۔ جی ویلز لکھتا ہے۔

یورپ کے لوگوں نے بہت کم قرآن پاک کا مطالعہ کیا ہے۔ انہوں  
 نے جہالت کی وجہ سے ایسی بہت سی باتیں اس کی جانب منسوب کر  
 دی ہیں جو دراصل اس میں نہیں ہے۔ وہ فتوحات جنہوں نے باشندگان  
 عرب کو اس قابل بنا دیا کہ وہ علم جہاد، علم ہندسہ، علم نجوم، علم تعمیر،  
 فنون لطیفہ اور فلسفہ کو اعلیٰ مدارج پر پہنچا دیں صرف اس وجہ سے حاصل  
 ہوئیں کہ قرآن پاک کی تعلیم اتحاد و تعاون پیدا کرنے والی اور انقلاب انگیز تعلیم تھی۔  
 لیں پول مشہور مورخ، مفکر، محقق اور نامور مستشرق تھا۔ اس نے  
 منتخبات قرآن کا ایک مجموعہ مرتب کیا۔ اس میں وہ لکھتا ہے۔  
 جس وقت اسلام قرآن کی نورانی مشعل لے کر دنیا کے ظلمت کدوں کو

منور کر رہا تھا۔ یورپ جہاں تعصب، احنام پرستی، توہمات اور  
 باہمی اختلافات کے اندھیروں میں ٹانک لڑیاں مار رہا تھا یہ قرآن  
 تھا جس کے ایک طرف اسلام کے اخلاق عالیہ سے ان کو روشناس  
 کرایا اور دوسری جانب پاپائے روم کی جاہلانہ حکومت و اقتدار  
 کو ملیامیٹ کر کے رکھ دیا۔

انگلستان کے نامور فلسفی برٹلیڈ رسل کے بارے میں یہ واقعہ  
 علامہ عنایت اللہ خان مشرقی نے بیان کیا کہ انہوں نے ایک واقعہ  
 پر ان کے سامنے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت کی۔

کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ نے  
 آسمان سے پانی برسایا پھر  
 ہم نے اس کے ذریعے مختلف  
 رنگ کے پھل پیدا کئے اور پہاڑ  
 سرخ سفید اور کالے سیاہ رنگوں  
 میں بنا دیئے۔ انسان چوپائوں  
 اور جانوروں میں بھی رنگوں کا  
 اختلاف موجود ہے۔

بلاشبہ اللہ سے صرف وہی لوگ

الم ترأت اللہ  
 انزل من السماء  
 ماءً فأنزلنا به  
 ثمرات مختلفا الوانها  
 ومن الجبال  
 حید و بیض و حمراء  
 مختلفا الوانها و غرابیہ  
 سود و من الناس و  
 الدواب و الالعام مختلفا



ڈرتے ہیں۔ جو ان کیفیتوں سے  
واقف ہیں اور قدرت کے  
اس نظام کا علم رکھتے ہیں

الوانہ كذلك انما  
يخشى الله من عباده  
العلماء

علامہ مشرقی کہتے ہیں۔

نجیب میں نے خط کشیدہ آیت کا مفہوم اس نامور اور  
شہرہ آفاق فلسفی کو بتایا تو وہ اچھل پڑا اور کہنے لگا کیا واقعی  
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے آج سے چودہ سو برس پہلے  
یہ بات کہی تھی اور بار بار وہ اپنی اس بات کو اندر رہ تیرت و  
استعجاب و ہر آتا رہا ہے

یہاں چند معترضہ کے طور پر ایک بات کا اظہار ضروری  
ہے کہ قرآن پاک کی مذکورہ آیت میں نہ تو کہیں  
نماز کا ذکر آیا ہے اور نہ ہی روزے کا بلکہ ذکر ہے علم  
طبقات الارض کا۔ علم نباتات کا۔ علم حیوانات کا اور  
اس کے بعد علما کا تذکرہ کیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا  
ہے کہ ان علوم کے جاننے والوں پر بھی علما کا اطلاق قرآن

۲۔ نقوش شخصیات تیسرے۔

کی منشا کے عین مطابق ہے۔

برٹینڈرسل کا عجیب اس بنا پر تھا کہ جس زمانہ میں ان علوم  
کا کہیں نام تک کوئی نہیں جانتا تھا اس وقت حضورؐ  
نے ان کا تذکرہ فرمایا۔

# مضامین قرآن کا اجمالی جائزہ

برصغیر کے نامور عالم و محدث حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اپنی معرکہ آرا کتاب "الفور الکبیر" میں قرآن پاک کے جملہ مضامین کو پانچ اصناف میں تقسیم کیا ہے۔

- ۱۔ علم عقائد :- اسلامی عقائد و افکار کی تعلیم پر مشتمل آیات الہیہ
- ۲۔ علم الاحکام :- جس میں حلال و حرام، جائز و ناجائز، نیک و بد کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔
- ۳۔ تذکیر بالکلام :- اللہ کی نعمتوں کا تفصیلی تذکرہ انساؤں پر خدا کی عنایات کس درجہ ہیں۔
- ۴۔ تذکیر بایام اللہ :- اللہ نے اپنے نافرمان بندوں اور معصیت کیش قوموں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اس کا ذکر اذکار اور اپنے تابع فرمان بندوں اور امتوں سے کیا معاملہ فرمایا اس کی وضاحت۔

۵۔ تذکیر یا موت و ما بعدہ:۔ موت اور اس کے بعد کی زندگی سے متعلق تمام مسائل پر بحیث شاہ ولی اللہؒ کو اللہ تعالیٰ نے اعجازِ بیان کی جو خوبیاں عطا فرمائی تھیں ان کا ثبوت ہے یہ تفسیری تھا کہ جو بلاشبہ تمام قرآنی مضامین کا جامع ہے۔

قرآن پاک کی کوئی سی آیت اٹھا کر دیکھیں آپ کو ہر آیت ان میں سے کسی نہ کسی موضوع سے متعلق نظر آئے گی اور جب عنوان پہلے سے ذہن میں موجود ہوگا تو اس آیت کے مطالب و معانی بخوبی ذہن نشین ہوتے چلے جائیں گے اسے کہتے ہیں۔

اسی طرفہ متاثرہ ہیں دریا بہ حباب اندر

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی اہمیت اس کی فضیلت، اس کی عظمت اور اس کی جامعیت کے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا وہ ترمذی کی ایک صحیح روایت میں موجود ہے

حضور نے فرمایا۔

”اللہ کی کتاب (قرآن مقدس) میں پہلے لوگوں کی خبریں تھیں اور بعد کے لوگوں کے بارے میں بھی بہت کچھ بتا دیا گیا ہے اور

کتاب المہ فیہ  
بنا ما قبلاکم و خیر  
ما بعدکم و حکم  
ما بینکم هو الفصل

لیسے با طرفک من ترکہ  
 من جبار قلمہ اللہ  
 تعالیٰ من اتبخت  
 السہدی فی غیرہ  
 اصلہ اللہ تعالیٰ و  
 حیلہ اللہ المتین و هو  
 الذکر الحکیم و هو الصراط  
 المستقیم و هو الذی لا  
 یشغی بہ الاضواء ولا  
 تلتبس بہ الا السنۃ ولا  
 تشبع منہ العلماء ولا  
 یخلق علی کثرۃ السور  
 ولا تقنن عجائبہ۔

اس کی حیثیت مسلمانوں کے یا ہی  
 معاملات میں ایک حکم اور حج کی سی ہے  
 وہ ایک فیصد کن کتاب ہے جس میں  
 کوئی بات سنجیدگی اور متانت کے خلاف  
 نہیں ہے۔ جو جابر حکمران اسے نظر انداز  
 کرے گا اللہ اس کو پھیل دے گا اور جو  
 شخص اس کے علاوہ کہیں اور ہدایت  
 تلاش کرے گا اللہ اسے گمراہ کر دے گا  
 وہ اللہ کی فیض و عطیہ ہے وہ حکمتوں  
 سے معمور خزانہ ہے۔ وہ راہ یاست  
 اور صحیح خزانہ ہے۔ وہ ایسی کتاب  
 ہے کہ نہ خواہشات انسانی سے  
 اس میں کوئی تحریف ممکن ہے نہ

زبانیں اس کے بارے میں کوئی غلط فہمی پیدا کر سکتی ہیں نہ اہل علم  
 اس کے علوم سے پیرا رہتے ہیں کبھی کوئی کمی محسوس کر سکتے ہیں۔  
 نہ بار بار پڑھنے سے اس میں کبھی کے آثار نمودار ہو سکتے ہیں نہ اس سے  
 کبھی کتابت محسوس ہو سکتی ہے نہ اس کے عجائبات کا سلسلہ ختم ہو سکتا ہے۔

ایسی جامع و مانع اور مقدس کتاب جس کے بارے میں خود صاحب کتاب جو صاحب نبوت و وحی ہے کی اس قدر عمدہ رائے کوئی ایسا بڑا بول نہیں کہ زمانہ جس کی صداقت کی آزمائش کی جرات کر سکے اس لئے کہ ساری دنیا جانتی ہے کہ اس کی جن خوبیوں کا ذکر اس حدیث پاک میں کیا گیا ہے اور اس کے بارے میں جو دعویٰ اس فرمان نبوت میں مذکور ہیں زمانہ کی ہزار ہا گردشیں ان پر مہر تصدیق ثبت کر چکی ہیں۔

جیسا کہ مغربی محققین نے لکھا ہے اور تاریخ کے اوراق ان داستانوں سے جگمگا رہے ہیں کہ ایک نیم وحشی قوم اس کتاب ہدایت پر عمل پیرا ہو کر دنیا کی سب سے بڑی فاتح قوم بن گئی اور جب ہی قوم عروج کے نقطہ انتہا کو پہنچ کر اس کتاب سے منحرف ہوئی تو اس کی عظمت اور وقعت کا عظیم الشان محل مسمار ہو کر رہ گیا۔

حالیہ عرب اسرائیل جنگ کے بارے میں "نوائے وقت" میں ایک مقالہ نگار ممتاز ملک نے اسرائیل کی فتوحات کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ اسرائیلی قوم نے گذشتہ بیس برس میں اپنے ملک کو مغربی ممالک کے ہم پلہ بنانے اور دنیا کی ایک عظیم قوت ثابت کرنے کے سلسلہ میں جو لاکھوں عمل اپنایا اور جس طریقہ کار پر پابند

یہی اس کا سارا مواد اس نے قرآن پاک سے لیا۔ حتیٰ کہ اسرائیلی سلطنت کی معدنیاتی اور زرعی ترقی میں بھی قرآن پاک کی مہیا فرمودہ معلومات کا بڑا عمل دخل ہے۔

یہاں اس امر کا ذکر بھی دلچسپی سے غامی نہیں ہو گا کہ ”ارض القرآن“ یعنی وہ ممالک جن کا ذکر کسی نہ کسی رنگ میں قرآن میں آیا ہے ان کی جغرافیائی، معدنی، زرعی اور اقتصادی امور کے غائر نظر مطالعہ کے لئے اسرائیل کی نوزائیدہ سلطنت میں باقاعدہ تحقیقاتی ادارے قائم ہیں جو مشرق و روز اس امر کی کوشش میں لگے ہوتے ہیں کہ وہ ان معلومات سے کما حقہ استفادہ حاصل کر سکیں۔

قرآن پاک نے داؤد علیہ السلام کے ذکر میں تانبہ کے یرتموں اور لوہے کے ہتھیاروں کا ذکر کیا تھا اور اسرائیلی ریاست نے ان خطوط پر حیب ریسرچ کی تو ان پر یہ انکشاف ہوا کہ اسرائیلی مقبوضہ علاقہ میں لوہے اور تانبے کی کانیں موجود ہیں۔ چنانچہ ان کی کھدائی شروع کی گئی اور آج وہ قوم ان دونوں دھاتوں کے سلسلہ میں خود کفیل ہو چکی ہے۔

یہی حال زرعی میدان میں ان کی ترقی کا ہے۔ قرآن پاک میں سورہ ص میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ ہمہد داؤد میں ارض مقدس کے لوگ بھڑیں پالتے تھے چنانچہ حیب اس موضوع پر مزید تحقیق ہوئی تو پتہ چلا کہ

تہل ابریب کے اطراف میں جو علاقہ اب ریگستان ہے کسی زمانہ میں بحر ہند  
 شاداب تھا اور اس میں ہر طرف پہاڑ تھے ہوئے کھیت بہزہ تارہ اور  
 مرغزار جنت نگاہ بنے ہوئے تھے۔ چنانچہ اس ویرانہ کو از سر نو آباد کر کے  
 وہاں ایک جنت شاداب کا سماں پیدا کروایا گیا۔ لیکن اسلامی ممالک  
 میں اس قرآن سے کیا کام لیا جا رہا ہے کبھی آپ نے اس پر بھی غور  
 کیا؟ یہ دم درود، جھاڑ پھونک اور تعویذات کے کام آتے والی کتاب  
 بن کر رہ گئی ہے۔



# قرآن مقدس

ہنو داس کے اپنے الفاظ میں

قرآن کی صداقت شک و شبہ سے بالاتر ہے  
ذک الکتاب لا ریب فیہ (البقرۃ) اس کتاب عظیم میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں

قرآن روشن آیات کا مجموعہ ہے  
ملک آیت الکتاب المبین ویوسف، یہ ایک واضح اور روشن کتاب کی آیات ہیں

قرآن حکمت سے معمور ہے  
یس و الفرقان العکیم ویس، اس حکمت سے معمور کتاب کی پہلی سورت کو

حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب ہے  
تبرک الذی نزل الفرقان باریکت ہے وہ ذات جس نے حق و باطل میں  
علی عبیدہ و الفرقان، امتیاز پیدا کرنے والی کتاب ہے جسے پر نازل کی

قرآن تمام کائنات کے لئے نہا ہے  
لیکن للعالمین نذیرا القرآن، تمام جہانوں کے لئے ڈراتے والا

برکات و فیوض کا سرچشمہ  
مکتب انزلہ مبارک (انعام) یہ کتاب جسے ہم نے نازل کیا تمام برکتوں کی حامل ہے

فیصد کن قوت  
انہ لقول فصل (طارق) بے شک یہ قرآن قول فیصل ہے۔

قرآن ہمسی مذاق کا موضوع نہیں  
وما هو بالعزل (طارق) یہ کوئی غیر سنجیدہ یا مذاق کی کتاب نہیں

بکسر ہدایت و رحمت  
دی ورحمة للضعیفین لقان، نیک طبیعت لوگوں کے لئے ہدایت کا سرچشمہ

بصیرت کا منبع  
قرآن پاک تمام انسانوں کی بصیرت کا منبع ہے  
بصائر للناس

دل و دماغ کی سر بیماری کیلئے اکیسیر  
 وفنزل من القرآن ما هو ہم نے قرآن میں وہ کچھ اتارا جو نسخہ  
 شفاء ورحمة (رہنما) شفا ہے اور پیام رحمت ہے۔

اس سے تاریخ کی چھٹ جاتی ہے

کتب انزلنا اليك لتخرج ہم نے آپ کی طرف وہ کتاب جو سب سے  
 الناس من الظلمات الى النور انسان کو تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف لاتی ہے

قرآن امن و سلامتی کا سدا سہ ہے

یهدی بہ اللہ من اتبع جو لوگ رضائے خدا کے طلبگار ہیں ان کو اللہ قرآن  
 رضوانہ سبیل السلام کے ذریعے سلامتی کی راہ سمجھاتا ہے۔

حق و صداقت کی آواز

هذا کتبنا ینطق علیکم بالحق۔ ہماری یہ کتاب تمہارے سامنے ہمیشہ سچائی کی آواز بلند کرتی ہے

علوم و فنون کا سرچشمہ

تفصیلاً لکل شیء (یوسف) ہر شے کی وضاحت اس میں مذکور ہے۔

تمام صحف ساویہ کی تصدیق کرتا ہے

مصدق العابدین یدیدہ من تورات و انجیل کی تعلیمات پر ہر تصدیق  
التورہ والانجیل (مائدہ) ثبت کرتا ہے۔

قرآن پاک کو توجہ سے سنا

و اذا قرى القرآن فاستمعوا له  
والصتوا (اعراف) سنا اور خاموش رہو۔

قرآن کی تلاوت ضروری ہے

ان ما اوحى اليك من الكتب (حکیموت) قرآن پاک کو جو وحی الہی ہے پڑھتے رہا کرو۔

قرآن صحیح راستہ کی رہنمائی کرتا ہے

ان هذا القرآن يهدي للتي هي  
اقوم

والتورون کے لئے اس میں سبق ہے

ان في ذلك لآيات لمن اعلم (مائدہ) اس میں آداب دانش و بصیرت کیلئے آیات ہیں

باطل کی کوئی تحریک قرآن کے سامنے ٹھہر نہیں سکتی

کتاب عزیز لایاتہ الباطل  
 من بین بدیہ ولا من حلف  
 تنزیل من حکیم حمید  
 (تم سجدہ)

یہ ایک زبردست کتاب جس کو باطل  
 تعامنے سے حملہ آور ہو سکتا ہے وہ محنت  
 سے اس لئے کہ یہ ایک دانشور اور سربراہ تعریف  
 ذات کی آماری ہوئی کتاب ہے۔

قرآن سے انحراف بدبختی ہے

من اعرفنا عن ذکرى فان له  
 معيشة منكاً (طہ)

جو اس قرآن سے متروٹے گا اس کی  
 زندگی سخت پریشانی ہوگی۔

قرآن تفرقہ و اختلافات سے بچاتا ہے

واختصموا بحبل اللہ جمیعاً و  
 لا تفرقوا (آل عمران)

اللہ کی رسی (قرآن) کو مضبوطی  
 سے پکڑ لو اور تفرقہ سے بچ جاؤ۔

حضرت مسرور کائنات کی

# آخری وصیت

حجۃ الوداع کے موقع پر مشہور ہیں . . . . .  
 . . . . . ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ صحابہ کے اجتماع  
 عظیم سے خطاب کرتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے ارشاد فرمایا۔

میں تم میں دو چیزیں چھوڑے  
 چارہ ہا ہوں کہ اگر تم نے انہیں  
 مضبوطی سے پکڑے رکھا تو ہرگز مگر  
 ہتھیں ہونگے۔

ایک تو اللہ کی کتاب ہے وہ  
 ایک رسی ہے جو آسمان کی طرف سے  
 زمین کی حیات ڈال دی گئی ہے اور  
 دوسرا میرا طریقہ عمل میری سنت اور میرا طریقہ کار ہے

توکت فیکم امرین فان  
 تمسکتہما لن تضلوا  
 بعدی

کتاب اللہ جبل ممدود  
 من السماء الی الارض  
 وسنتی

لیکون

کتب انہ

انہ لہ

وما د

ہدی

ہذ

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کسی نے دریافت کیا ہمیں حضورؐ  
کے اخلاق کی بابت کچھ بتائیے۔ فرمایا !

کان خلقه القرآن

حضورؐ کا اخلاق ان کی سنت ان کا طرز عمل وہی تھا جو قرآن میں ہے

# کتاب کے لئے کے پتے

مکتبہ رشیدیہ ۳۲۔ اے شاہ عالم لاہور  
مکتبہ رشیدیہ، غلامی سٹریٹ ساہیوال



ان اللہ یرفع لهذا الكتاب  
اقتواماً ولیضع احسنین

اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بہت سی قوموں کو سر بلند  
کرے گا اور بہت سی قوموں کو سرنگوں «الحديث»

۸

# آثار القرآن

ایک انقلاب انگیز کتاب، ایک عہد آفرین پیغامِ حق!

تالیف

پیشوا احمد خاں ایڈووکیٹ

مکتبہ شریفہ، ۲۲ اے شاہ عالم، لاہور